علم نحو کی جامع کتاب جامع النحو کا جدید انداز میں ترجمہ

تفہیم النحو

برائے طالبات درجہ ثانویہ خاصہ (عالم فاضل)

مولانا محمد صدیق ہزاروی

مکتبہ اہلسنت
جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

نام کتاب............................تفہیم النحو
مؤلف...............................مولانا محمد صدیق ہزاروی
تاریخ اشاعت...........................اپریل ۲۰۱۴ء
کمپوزنگ..............................خواجہ ارشاد خالق (03154296899)
بااہتمام...............................مبشر امتیاز
ہدیہ...............................روپے

ملنے کا پتہ:۔
۱-مکتبہ اہلسنت، مکہ سنٹر لوئر مال لاہور
۲-مکتبہ اہلسنت، جامع نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور۔
۳-مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ لاہور۔
۴-شبیر برادرز، اُردو بازار لاہور۔ مکتبہ مثنویہ سیفیہ بہاولپور۔
۵-نظامیہ کتاب گھر، اُردو بازار لاہور۔
۶-شاہد اینڈ سنز، اُردو بازار لاہور

فہرست

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

فصل نمبر ۱

علم نحو کی تعریف

علم نحو اُن چند بنیادی قواعد کو جاننے کا نام ہے جن کے ذریعے تین کلموں اسم، فعل اور حرف کی باہم ترکیب کا طریقہ اور اعراب و بنا کے لحاظ سے اُن کے آخر کی کیفیت معلوم ہو۔

غرض

اس علم کو حاصل کرنے کی غرض یہ ہے کہ عربی کلام میں انسان کی زبان لفظی غلطی سے محفوظ رہے۔

موضوع

اس علم کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔

فصل نمبر ۲

کلمہ

وہ اکیلا لفظ ہے جو ایک معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو جیسے زیدٌ، کتابٌ۔

اقسام کلمہ

(۱) اسم جیسے۔ رَجُلٌ (۲) فعل جیسے۔ ضرب

(۳) حرف جیسے۔ مِنْ

وجہ حصر

کلمہ اپنے معنی پر (خود بخود[1]) دلالت کرتا ہے یا نہیں اگر دلالت نہیں کرتا تو حرف ہے اور اگر دلالت کرتا ہے تو تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ سے ملا ہوا ہے یا نہیں اگر ملا ہوا ہے تو اسے فعل کہتے ہیں ورنہ وہ اسم ہے۔

اسم کی تعریف

اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر خود بخود دلالت کرے اور تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو۔ جیسے رَجُلٌ، عِلْمٌ

وجہ تسمیہ

لفظ اسم، سِمْوٌ سے بنا ہے جس کا معنی بلندی ہے اور یہ فعل اور حرف پر بلند ہے[2] کیونکہ فعل اور حرف اسم کے محتاج ہوتے ہیں۔ جبکہ اسم ان میں سے کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

علاماتِ اسم

اسم کی دس علامات ہیں۔

(۱) مسند الیہ ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اور زَیْدٌ قَامَ میں زَیْدٌ۔

(۲) مضاف ہو جیسے غُلَامُ زَیْدٍ میں غُلَامُ۔

(۳) اس پر الف لام داخل ہو جیسے اَلرَّجُلُ۔

(۴) حرف جر داخل ہو جیسے بِزَیْدٍ۔

(۵) اس کے آخر میں تنوین ہو جیسے کِتَابٌ۔

(۶) تثنیہ ہو جیسے رَجُلَانِ۔

(۷) جمع ہو جیسے رِجَالٌ[3]۔

---

[1] اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے معنی پر دلالت کے لئے کسی دوسرے کلمہ کا محتاج ہے یا نہیں۔ مثلاً حرف اس وقت اپنے معنی پر دلالت کرتا ہے جب اس کے ساتھ کوئی دوسرا کلمہ ملایا جائے جبکہ اسم اور فعل کو اس بات کی حاجت نہیں۔

[2] یہ بصریوں کا مذہب ہے اور یہی مختار ہے جبکہ کوفیوں کے نزدیک لفظ اسم، وَسْمٌ سے مشتق ہے جس کا معنی علامت ہے اور اسم اپنے مسمّی پر علامت ہوتا ہے۔

[3] تثنیہ اور جمع ہونا اسم کی علامت ہے فعل کے صیغے علامات فاعل کی وجہ سے تثنیہ یا جمع کہلاتے ہیں۔

(۸) موصوف ہو جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ میں رَجُلٌ۔

(۹) مصغر ہو جیسے نُعَیْدٌ۔

(۱۰) منادیٰ ہو جیسے رَجُلُ۔

فعل کی تعریف

فعل وہ کلمہ ہے جو اپنی ذات میں پائے جانے والے معنیٰ پر (خود بخود) دلالت کرے اور تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ملا ہوا ہو جیسے ضَرَبَ (فعل ماضی) یَضْرِبُ (فعل مضارع جس میں حال واستقبال دو زمانے پائے جاتے ہیں)۔

وجہ تسمیہ

فعل کو اپنے اصل یعنی مصدر کی وجہ سے فعل کہتے ہیں کیونکہ حقیقتاً مصدر ہی فاعل کا فعل ہوتا ہے۔

علاماتِ فعل

فعل کی گیارہ علامات ہیں۔

(۱) مسند ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ۔

(۲) اس پر حرف قَدْ داخل ہو جیسے قَدْ عَلِمَ۔

(۳) حرف سین داخل ہو جیسے سَیَقُوْلُ۔

(۴) حرف سَوْفَ داخل ہو جیسے سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔

(۵) حرف جازم داخل ہو جیسے لَمْ یَنْصُرْ۔

(۶) اس کی ماضی اور مضارع میں گردان ہوتی ہو جیسے ضَرَبَ یَضْرِبُ۔

(۷) امر ہو جیسے اِضْرِبْ۔

(۸) نہی ہو جیسے لَا تَضْرِبْ۔

(۹) اس کے آخر میں ضمیر بارز مرفوع متصل ہو جیسے ضَرَبْتُ۔

(۱۰) آخر میں تائے ساکنہ ہو جیسے ضَرَبَتْ۔

(۱۱) آخر میں نون تاکید ہو جیسے اِضْرِبَنَّ (نون ثقیلہ) اِضْرِبَنْ (نون خفیفہ)۔

حرف کی تعریف

حرف وہ کلمہ ہے جو اپنی ذات میں پائے جانے والے معنیٰ پر (خود بخود) دلالت نہ کرے بلکہ کسی دوسرے کلمے کا محتاج ہو جیسے مِــنْ کا معنیٰ ابتداء ہے لیکن یہ حرف اپنے معنیٰ پر اسی وقت دلالت کرتا ہے جب اس چیز کا ذکر کیا جائے جس سے ابتدا ہو رہی ہے مثلاً "سِرْتُ مِنْ لاھور الیٰ کراتشی"۔

علامتِ حرف

حرف کی علامت یہ ہے کہ وہ مسند اور مسند الیہ نہ بن سکے اور نہ ہی وہ اسم اور فعل کی علامات کو قبول کرے۔

وجہ تسمیہ

حرف کا معنیٰ طرف (کنارہ) ہے چونکہ حرف مسند الیہ اور مسند کی طرح ذاتی طور پر مقصود نہیں ہوتا اس لئے اس کو حرف کہتے ہیں یعنی ایک کنارے میں پڑا ہوا۔

حرف کا فائدہ

حرف کے کئی فوائد ہیں جن میں سے ایک فائدہ ربطِ کلمات ہے۔

حرف کبھی دو اسموں کو ملاتا ہے جیسے زَیْدٌ فِی الدَّارِ۔

کبھی دو فعلوں کو ملاتا ہے جیسے اُرِیْدُ اَنْ تَضْرِبَ۔

کبھی ایک اسم اور ایک فعل کو ملاتا ہے جیسے ضَرَبْتُ بِالْخَشَبَۃِ۔

کبھی دو جملوں کو ملاتا ہے جیسے اِنْ جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَکْرَمْتُہٗ۔

فصل نمبر ۳

کلام

کلام وہ لفظ ہے جس میں دو کلمے نسبتِ اسنادی[1] کے ساتھ جمع ہوں اسے جملہ اور مرکب مفید بھی کہتے ہیں۔

---

[1]: ایک کلمے کو دوسرے کلمے کے ساتھ یوں ملانا کہ سننے والے کو (خبر یا طلب کا) پورا پورا فائدہ حاصل ہو اور متکلم کو مزید گفتگو کی ضرورت نہ رہے، نسبت اسنادی ہے۔ ان دو کلموں میں سے ایک کو مسند اور دوسرے کو مسند الیہ کہتے ہیں۔

جملہ کی اقسام

جملہ کی دو قسمیں ہیں (۱)۔ جملہ خبریہ (۲) جملہ انشائیہ۔

(۱) جملہ خبریہ:۔

وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔ جیسے نَصَرَ زَیْدٌ۔ جملہ خبریہ کی دو قسمیں ہیں (۱) جملہ اسمیہ (۲) جملہ فعلیہ۔

جملہ اسمیہ

وہ جملہ ہے جس کی پہلی جز اسم ہو۔ جیسے زَیْدٌ عَالِمٌ۔

جملہ فعلیہ

وہ جملہ ہے جس کی پہلی جز فعل ہو۔ جیسے عَلِمَ زَیْدٌ۔

(۲) جملہ انشائیہ:۔

وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں جیسے اُنْصُرْ (مدد کر)۔

جملہ انشائیہ کی اقسام:

جملہ انشائیہ کی دس قسمیں ہیں:۔

(۱) امر: جیسے اِضْرِبْ۔
(۲) نہی: جیسے لَا تَضْرِبْ۔
(۳) استفہام: جیسے هَلْ ضَرَبَ زَیْدٌ۔
(۴) تمنی: جیسے لَیْتَ زَیْدًا حَاضِرٌ۔
(۵) ترجی: جیسے لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ۔
(۶) عقود: جیسے بِعْتُ و اِشْتَرَیْتُ۔
(۷) ندا: جیسے یَا اَللّٰهُ۔
(۸) عرض: جیسے اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا۔
(۹) قسم: جیسے وَاللّٰهِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا۔
(۱۰) تعجب: جیسے مَا اَحْسَنَهٗ وَاَحْسِنْ بِهٖ۔

نوٹ:۔ جملہ کم از کم دو اسموں یا ایک اسم اور ایک فعل سے مرکب ہوتا ہے۔

اعتراض:۔ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ یَا زَیْدُ جملہ ہے حالانکہ اس میں ایک حرف ہے اور دوسرا اسم۔

جواب:۔ دراصل یا (حرف ندا) اَدْعُوْ (فعل) کے قائم مقام ہے یعنی اَدْعُوْ زَیْدًا (میں زید کو پکارتا ہوں) اس طرح یہ جملہ اسم اور فعل پر مشتمل ہے۔ اَدْعُوْ فعل اور اس میں اَنَا ضمیر مستتر اسم ہے۔

سوالات

(۱) علم نحو کی تعریف، غرض اور موضوع بیان کریں۔

(۲) کلمہ کی تین اقسام ہیں وجہ حصر لکھیں۔

(۳) نسبتِ اسنادی کسے کہتے ہیں۔

(۴) مندرجہ ذیل کلمات میں سے اسم، فعل اور حرف الگ الگ کریں اور ساتھ ہی علامت کی وضاحت بھی کریں۔

انسانٌ، ذَهَبَ، بَلْ، اِجْتَنَبَ، اَلْبَيْتُ، رُجَيْلٌ، اُكْرُمُوْا، فِيْ، رَجُلٌ، عَالِمٌ۔

(۵) تین جملے اسمیہ اور تین جملے فعلیہ لکھیں۔

(۶) مندرجہ ذیل کلمات کو صحیح ترکیب کی شکل دیں۔

زیدٌ۔ البیت۔من۔الی۔ المسجد۔خَرَجَ۔

(۷) جملہ اسمیہ اور فعلیہ کی پہچان کیا ہے۔

☆☆☆

قسم اوّل

اسم کا بیان

اعراب و بنا کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) معرب (۲) مبنی

پہلا باب:۔ اسم معرب

اسم معرب وہ اسم ہے جو کسی دوسرے کلمہ سے مرکّب ہو اور مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو[۱] اسے اسم متمکن بھی کہتے ہیں جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ' میں زَیْدٌ' معرب ہے۔ ترکیب کے بغیر زید معرب نہیں ہوتا۔ نیز قَامَ ھٰؤُلَاءِ میں ھٰؤُلَاءِ اگرچہ ترکیب میں ہے لیکن معرب نہیں کیونکہ یہ مبنی الاصل کے مشابہ ہے[۲]۔

حکم

معرب کا حکم یہ ہے کہ عامل کے بدلنے سے اس کا آخر لفظاً یا تقدیراً بدل جاتا ہے۔

لفظی تبدیلی کی مثال:۔ جَاءَنِیْ زَیْدٌ، رَاَیْتُ زَیْدًا، مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔

تقدیری تبدیلی کی مثال:۔ جَاءَنِیْ مُوْسیٰ، رَاَیْتُ مُوْسیٰ، مَرَرْتُ بِمُوْسیٰ۔

اعراب

اس حرکت یا حرف کو کہتے ہیں جس کے سبب سے معرب کے آخر میں تبدیلی آتی ہے جیسے ضمہ، فتحہ، کسرہ، واؤ، الف اور یاء۔

اسم کے اعراب

اسم کے اعراب تین ہیں رفع، نصب اور جر۔

---

[۱] مبنی الاصل تین چیزیں ہیں فعل ماضی، امر حاضر معروف اور تمام حروف۔

[۲] ھٰؤُلَاءِ اسم اشارہ ہے اور اس میں ابہام ہوتا ہے اس لئے یہ مشارٌ الیہ کا محتاج ہے اور حرف بھی اپنے معنیٰ پر دلالت کے لئے کسی دوسرے کلمہ کا محتاج ہوتا ہے لہٰذا احتیاج کے اعتبار سے ھٰؤُلَاءِ حرف کے مشابہ ہے اور حرف مبنی الاصل ہے۔

عامل

عامل وہ شے ہے جس کے سبب سے معرب کے آخر میں تبدیلی آتی ہے اور رفع، نصب اور جر حاصل ہوتے ہیں۔

محلِ اعراب

اسم معرب کا آخری حرف محل اعراب ہوتا ہے جیسے قَامَ زَيْدٌ میں قَامَ عامل ہے، زَيْدٌ معرب ہے، ضمہ اعراب ہے اور دال محلِ اعراب ہے۔

نوٹ:۔ کلامِ عرب میں صرف دو چیزیں معرب ہیں (۱) اسم متمکن (۲) فعل مضارع جبکہ نون تاکید اور نون جمع مونث سے خالی ہو۔

اعرابِ اسم کی صورتیں

اسم کے اعراب کی نو صورتیں ہیں جب کہ وجوہِ اعراب کے اعتبار سے اسم متمکن (اسم معرب) کی سولہ اقسام ہیں ان تمام صورتوں کو مع مسئلہ درج ذیل نقشہ میں واضح کیا گیا ہے۔

---

[1] بنیادی طور پر اعراب کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) حرکتی (ضمہ، فتح، کسرہ) (۲) حرفی (واو، الف، یاء)۔

پھر ان دونوں میں سے ہر ایک یا لفظی ہوتا ہے یا تقدیری۔ اس طرح کل چار صورتیں ہوئیں حرکتی لفظی، حرکتی تقدیری، حرفی لفظی اور حرفی تقدیری۔

نمبر شمار	اعراب	اسم معرب (متمکن)	مثال
(۱)	حالتِ رفع میں ضمہ حالتِ نصب میں فتحہ حالتِ جر میں کسرہ	(۱) اسم مفرد منصرف صحیح (۲) جاری مجریٰ صحیح (۳) جمع مکسر منصرف	جَاءَ نِیْ زَیْدٌ هٰذَا دَلْوٌ هُمْ رِجَالٌ رَأَیْتُ زَیْدًا، اِشْتَرَیْتُ دَلْوًا رَأَیْتُ رِجَالًا مَرَرْتُ بِزَیْدٍ جِئْتُ بِدَلْوٍ مَرَرْتُ بِرِجَالٍ
(۲)	حالتِ رفع میں ضمہ حالتِ نصب اور جر دونوں میں کسرہ	(۴) جمع مونث سالم	جَاءَ نِیْ مُسْلِمَاتٌ رَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ
(۳)	حالتِ رفع میں ضمہ	(۵) غیر منصرف	جَاءَ نِیْ عُمَرُ رَأَیْتُ عُمَرَ مَرَرْتُ بِعُمَرَ
(۴)	حالتِ رفع میں واو حالتِ نصب میں الف حالتِ جر میں یاء	(۶) اسمائے ستہ مکبرہ جب تثنیہ وجمع نہ ہوں اور یائے متکلم کے علاوہ کسی اسم کی طرف مضاف ہوں۔	جَاءَ اَخُوْكَ رَأَیْتُ اَخَاكَ مَرَرْتُ بِاَخِیْكَ
(۵)	حالتِ رفع میں الف، ماقبل مفتوح اور حالتِ نصب و جر میں یاء ماقبل مفتوح	(۷) تثنیہ (۸) کلا اور کلتا جب ضمیر کی طرف مضاف ہوں (۹) اِثْنَانِ اور اِثْنَتَانِ	جَاءَ نِیْ رَجُلَانِ كِلَاهُمَا وَاثْنَانِ رَأَیْتُ رَجُلَیْنِ كِلَیْهِمَا وَاثْنَیْنِ مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ بِكِلَیْهِمَا وَاثْنَیْنِ
(۶)	حالتِ رفع میں واو ماقبل مضموم اور حالتِ نصب و جر میں یاء ماقبل مکسور	(۱۰) جمع مذکر سالم (۱۱) اُولُو (۱۲) عِشْرُوْنَ تَاتِسْعُوْنَ	جَاءَ نِیْ مُسْلِمُوْنَ وَاُولُوْ مَالٍ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَاُوْلِیْ مَالٍ وَعِشْرِیْنَ رَجُلًا مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ وَبِاُولِیْ مَالٍ وَعِشْرِیْنَ رَجُلًا
(۷)	حالتِ رفع میں ضمہ تقدیری حالتِ نصب میں فتحہ تقدیری اور حالتِ جر میں کسرہ تقدیری	(۱۳) اسم مقصور (۱۴) جمع مذکر سالم کے علاوہ کوئی اسم جو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو۔	جَاءَ مُوْسٰی وَغُلَامِیْ رَأَیْتُ مُوْسٰی وَغُلَامِیْ مَرَرْتُ بِمُوْسٰی وَغُلَامِیْ

(۸)	حالتِ رفع میں ضمہ تقدیری حالتِ نصب میں فتحہ لفظی حالتِ جر میں کسرہ تقدیری۔	(۱۵) اسم منقوص	جَاءَ الْقَاضِیْ رَأَیْتُ الْقَاضِیَ مَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ
(۹)	حالتِ رفع میں واو تقدیری اور حالتِ نصب و جر میں یائے لفظی	(۱۶) جمع مذکر سالم جب یائے متکلم کی طرف مضاف ہو	جَاءَ نِیْ مُسْلِمِیَّ رَأَیْتُ مُسْلِمِیَّ مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ

ضروری باتیں:

(۱) نحویوں کے نزدیک صحیح سے مراد وہ اسم ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو جیسے زَیْدٌ۔

(۲) جاری مجریٰ صحیح وہ اسم ہے جس کے آخر میں واوَ یا یاء ماقبل ساکن ہو جیسے دَلْوٌ، ظَبْیٌ۔

(۳) اسمائے ستہ مکبّرہ سے مراد چھ اسم ہیں جب وہ حالتِ تصغیر میں نہ ہوں وہ یہ ہیں اَبٌ۔ اَخٌ۔ حَمٌ۔ هَنٌ۔ فَمٌ اور ذُوْ۔

(۴) نون تثنیہ ہمیشہ مکسور ہوتا ہے اور نون جمع مفتوح اور اضافت کے وقت دونوں گر جاتے ہیں جیسے غُلَامَانِ سے غُلَامَا زَیْدٍ اور مُسْلِمُوْنَ سے مُسْلِمُوْ مِصْرَ۔

(۵) اسم مقصور وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے مُوْسیٰ۔

(۶) اسم منقوص وہ اسم ہے جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو جیسے قَاضِیْ۔

(۷) مُسْلِمِیَّ (مرفوع) اصل میں مُسْلِمُوْنَ تھا یائے متکلم کی طرف اضافت کے وقت نون جمع گر گیا مُسْلِمُوْیَ ہو گیا، واو اور یاء جمع ہوئے ان میں سے پہلا حرف ساکن ہے لہٰذا واو کو یاء سے بدل کر ادغام کیا اور یاء کی مناسبت سے میم کو کسرہ دے دیا مُسْلِمِیَّ ہو گیا۔ یہاں واو تقدیری ہے کیونکہ ایک یاء واو سے بدل کر آئی ہے۔ مُسْلِمِیَّ (منصوب ومجرور) اصل میں مُسْلِمِیْنَ تھا، یائے متکلم کی طرف اضافت کی وجہ سے نون جمع گر گیا۔ اب یاء کا یاء میں ادغام کر دیا مُسْلِمِیَّ ہو گیا۔ یہاں اعراب یائے لفظی ہے۔

☆☆☆

سوالات

(۱) اسم منقوص کی تعریف کریں اور اس کا اعراب بتائیں۔

(۲) یہ اعراب کون کونسے اسمائے کے لئے مختص ہیں۔ حالتِ رفع میں ضمہ، حالتِ نصب میں فتحہ اور حالتِ جر میں کسرہ۔ مثالیں بھی دیں۔

(۳) وجوہِ اعراب کے اعتبار سے اسم متمکن کی کتنی قسمیں ہیں تعداد بتائیں اور ان میں سے آٹھ کے نام لکھیں۔

(۴) مبنی الاصل کون کون سے کلمات ہیں؟

(۵) مندرجہ ذیل عبارات پر اعراب لگائیں۔

جاء زید من السوق الی البیت و اکل طعاما ثم ذهب الی المسجد فرای المسلمین یصلون

(۶) ترکیب کریں اور جملے کا نام بتائیں۔

زیدٌ کاتبٌ۔ نَصَرَ عَلِیٌّ۔ اَلرَّجُلُ شُجَاعٌ۔ الطفلُ یذھب۔ البنتُ صالحةٌ۔

(۷) مندرجہ ذیل جملوں میں سے مسند اور مسند الیہ الگ الگ کریں۔

الا نسان حریصٌ۔ ضرب ناصرٌ۔ اللّٰہ واحدٌ۔ اَلرَّسُوْلُ حقٌ۔ صَلیٰ مُسْلِمٌ۔

☆☆☆

دوسرا باب

اسم معرب کی قسمیں

اسم معرب کی دو قسمیں ہیں۔

(۱)۔منصرف (۲)۔غیر منصرف

منصرف

منصرف وہ اسم معرب ہے جس میں نو (۹) اسبابِ منع صرف میں سے کوئی سبب نہ پایا جاتا ہو جیسے زَیْدٌ۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر تینوں حرکات (ضمہ، فتحہ اور کسرہ) اور تنوین آسکتی ہے جیسے جَاءَ زَیْدٌ ۔ رَاَیْتُ زَیْدًا۔ مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔

غیر منصرف

غیر منصرف وہ اسم معرب ہے جس میں اسبابِ منع صرف میں سے کوئی دو (۲) یا ایک سبب جو دو (۲) کے قائم مقام ہو پایا جاتا ہے جیسے عُمَرُ ، حَمْرَاءُ۔ غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین نہیں آتی اور حالتِ جر میں یہ مفتوح ہوتا ہے۔

اسبابِ منع صرف

اسبابِ منع صرف نو (۹) ہیں۔

(۱) عدل جیسے عُمَرُ
(۲) جمع جیسے مَسَاجِدُ
(۳) وصف جیسے اَحْمَرُ
(۴) ترکیب جیسے مَعْدِ یْکَرَبُ
(۵) تانیث جیسے طَلْحَۃُ
(۶) الف ونون زائدتان جیسے عِمْرَانُ
(۷) معرفہ جیسے زَیْنَبُ
(۸) وزن فِعل جیسے اَحْمَدُ
(۹) عُجمہ جیسے اِبْرَاھِیْمُ

عدل

لفظ کا اصلی صورت سے کسی دوسری صورت میں بدل جانا عدل ہے۔ عدل کی دو قسمیں ہیں۔ (۱)عدلِ تحقیقی (۲)عدلِ تقدیری۔

عدلِ تحقیقی

عدل تحقیقی یہ ہے کہ اس کے بدلنے پر غیر منصرف ہونے کے علاوہ کوئی دوسری دلیل بھی دلالت کرے جیسے ثُلٰثُ کے معنی ہیں ''تین تین'' اس سے معلوم ہوا کہ یہ اصل میں '' ثَلٰثَةٌ ثَلٰثَةٌ '' تھا کیونکہ معنی کی زیادتی لفظ کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے تو اس میں وصف اور عدل دو سبب ہیں۔

عدلِ تقدیری

عدل تقدیری یہ ہے کہ اس کے بدلے پر غیر منصرف ہونے کے علاوہ کوئی دلیل نہ ہو مثلاً عُمَرُ کو غیر منصرف پڑھا جاتا ہے اور اس میں عَلَم ہونے کے علاوہ بظاہر کوئی دوسرا سبب نہیں حالانکہ غیر منصرف میں دو سبب ہوتے ہیں لہٰذا یہاں دوسرا سبب عدلِ تقدیری ہے کہ اصل میں یہ عامِرٌ تھا۔ عدل وزن فعل کے ساتھ بالکل جمع نہیں ہوتا البتہ علمیت اور وصف کے ساتھ جمع ہوتا ہے جیسے عُمَرُ اور زُفَرُ میں عدل بھی ہے اور یہ دونوں عَلَم بھی ہیں۔ اور ثُلٰثُ، مَثْلَثُ، اُخَرُ اور جُمَعُ میں عدل بھی ہے اور وصف بھی۔

وصف

اسم کا کسی مبہم ذات پر یوں دلالت کرنا کہ اس میں بعض صفات بھی ملحوظ ہوں وصف کہلاتا ہے اَحْمَرُ۔ وصف، علیت کے ساتھ بالکل جمع نہیں ہوتا۔ وصف کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ اصلِ وضع کے اعتبار سے وصف ہو جیسے اَسْوَدُ اور اَرْقَمُ اگرچہ سانپ کا نام بن گئے لیکن اصل میں وصفیت کے لئے وضع کئے گئے تھے۔ لہٰذا غیر منصرف ہوں گے۔ اور اَرْبَعٌ اگرچہ صفت اور وزن فعل ہے لیکن چونکہ اصل میں یہ وصف کے لئے وضع نہیں ہوا اس لئے اسے منصرف پڑھتے ہیں۔

یاد رہے کہ اَرْبَعْ کی اصل وضع عدد معین کے لئے ہے۔

تانیث

تانیث میں علامتِ تانیث (تا) پائی جاتی ہو یا تانیث معنوی ہو اس کا علم ہونا شرط ہے جیسے طَلْحَۃُ (تانیث لفظی تاء کے ساتھ) زَیْنَبُ (تانیث معنوی) اگر تانیث معنوی ثلاثی ہو، اس کا درمیان والا حرف ساکن ہو اور وہ عجمہ بھی نہ ہو تو خفیف ہونے کی وجہ سے اسے منصرف بھی پڑھا جا سکتا ہے اور دو سبب منع صرف پائے جانے کی وجہ سے غیر منصرف بھی پڑھ سکتے ہیں جیسے هِـنْـدُ' اور اگر یہ شرائط نہ پائی جاتی ہوں تو غیر منصرف پڑھنا واجب ہے جیسے زَیْنَبُ سَقَرُ، ماہُ اور جُورُ[1]۔

الف مقصورہ اور الف ممدودہ کے ساتھ تانیث ہر حال میں غیر منصرف ہوتی ہے کیونکہ الف دو سببوں یعنی تانیث اور لزومِ تانیث کے قائم مقام ہوتا ہے۔

معرفہ

غیر منصرف کا سبب بننے کے لئے معرفہ کا علم ہونا شرط ہے نیز یہ وصف کے علاوہ باقی تمام اسباب کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے جیسے زَیْنَبُ۔

عجمہ

عجمی لغت کا لفظ عُجمہ کہلاتا ہے اس کے غیر منصرف ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ عَلَم ہو اور تین حروف سے زائد ہو جیسے اِبْـرَاهِیْمُ۔ یا تین حرفی ہو لیکن درمیان والا حرف متحرک ہو جیسے شَتَرُ (ایک قلعے کا نام) پس لَـجَامُ' منصرف ہے کیونکہ عَلَم نہیں اور نُوْحُ' منصرف ہے کیونکہ اس کا درمیانہ حرف ساکن ہے۔

---

[1] زینب میں چار حرف ہیں، سَقَرْ (جہنم کا ایک طبقہ) میں درمیان والا حرف متحرک ہے۔ ماہ اور جُور (دو شہروں کے نام) عجمہ ہیں لہٰذا ان تمام کو غیر منصرف ہی پڑھیں گے۔ ان میں تخفیف کی کوئی شرط نہیں پائی جاتی۔

جمع

یہ ایک سبب دو کے قائم مقام ہے اور اس کے دو سببوں کے قائم مقام ہونے کی شرط یہ ہے کہ منتہی الجموع کے وزن پر ہو۔ اور اس کے آخر میں ایسی تاء بھی نہ ہو جو حالتِ وقف میں ہاء سے بدل جاتی ہے اس کو منتہی الجموع اس لیے کہتے ہیں کہ یہ دوبار بطور جمع تکسیر جمع ہو چکا اب تیسری بار جمع نہیں ہوگا۔ اس میں الف جمع کے بعد دو حرف ہوتے ہیں جیسے مَسَاجِدُ یا ایک حرف مشدد ہوتا ہے جیسے دَوَابُّ۔ یا تین حرف ہوتے ہیں اور درمیان والا حرف ساکن ہوتا ہے جیسے مَصَابِيْحُ فرازنۃٌ وغیرہ جمع منتہی الجموع ہونے کے باوجود منصرف ہیں کیونکہ ان کے آخر میں ایسی تاء ہے جو وقف کی صورت میں ہاء ہو جاتی ہے۔

ترکیب

دو یا دو سے زیادہ کلموں کا ایک ہو جانا ترکیب کہلاتا ہے اس کے غیر منصرف ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ عَلَم ہو اور اس کے درمیان نسبت اضافی یا اسنادی نہ ہو جیسے بَعْلَبَكُّ[1] لفظ عبداللہ منصرف ہے کیونکہ اس کے درمیان نسبت اضافی ہے اور مَعْدِ يْكَرَبُ غیر منصرف ہے۔ شَابَ قَرْنَا[2] مبنی ہے کیونکہ اس کے درمیان نسبت اسنادی ہے اگرچہ اب یہ ایک عورت کا عَلَم ہے۔

الف ونون زائدتان

اگر یہ اسم میں ہوں تو اس اسم کا عَلَم ہونا شرط ہے جیسے عِمْرَانُ عُثْمَانُ وغیرہما۔ یہی وجہ ہے کہ سَعْدَانُ منصرف ہے کیونکہ یہ ہر جنگلی جڑی بوٹی کو کہا جاتا ہے عَلَم نہیں۔

---

[1] بعلبک ایک شہر کا نام ہے اور یہ بعل اور بک سے مرکب ہے۔ بعل ایک بُت کا اور بک شہر کے بانی کا نام۔

[2] شَابَ قَرْنَاها کا معنی ہے "اس کی مینڈھیاں سفید ہو گئیں" اب یہ ایک عورت کا نام ہے۔

اگر الف ونون زائدتان کسی صفت میں ہوں تو اس کے غیر منصرف ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس کی مونث فَعْلَانَۃٌ کے وزن پر نہ آئے جیسے سَکْرَانُ چونکہ نَدْمَانٌ کی مونث نَدْمَانَۃٌ آتی ہے اس لئے یہ منصرف ہے۔

وزنِ فعل

اسم کا کسی فعل کے وزن پر آنا وزن فعل کہلاتا ہے اس کے لئے شرط یہ ہے کہ یہ وزن، فعل کے لئے مختص ہو اور فعل سے منقول ہو کر اسم میں آئے جیسے شَمَّرَ اور ضُرِبَ[1] اور اگر فعل کیلئے مختص نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کے شروع میں حروف مضارع میں سے کوئی حرف ہو اور اُس کے آخر میں تاء (جو یاء سے بدل جاتی ہے) نہ آئے جیسے اَحْمَدُ، یَشْکُرُ، تَغْلِبُ، نَرْجِسُ، غیر منصرف ہیں لیکن یَعْمَلٌ، منصرف ہے کیونکہ اس کے آخر میں تاء آسکتی ہے اور یہ یَعْمَلَۃٌ بن جاتا ہے۔

غیر منصرف کا منصرف ہو جانا

جس اسمِ غیر منصرف میں علمیت شرط ہو یا علمیت شرط تو نہ ہو لیکن وہ کسی دوسرے سبب کے ساتھ جمع ہو جائے تو ایسے اسم کو نکرہ بنانے کی صورت میں منصرف پڑھیں گے۔

نوٹ:

(۱) تانیث، (لفظی ہو یا معنوی) عجمہ، ترکیب اور الف ونون زائدتان میں علمیت شرط ہے۔

(۲) عدل اور وزن فعل میں علمیت شرط نہیں لیکن بطور سبب ان کے ساتھ جمع ہوتی ہے۔

پہلی صورت میں اسم اس لئے منصرف ہو جاتا ہے کہ نکرہ ہو جانے کی وجہ سے اسم معرب، کسی سبب منع صرف کے بغیر رہ گیا۔

---

[1] شَمَّرَ ایک گھوڑے کا نام ہو گیا اور ضُرِبَ ایک آدمی کا نام ہے اور یہ دونوں فعل سے منقول ہوئے۔

اور دوسری صورت میں اس لئے کہ اب ایک سبب باقی رہ گیا جیسے جَاءَ نِیْ طَلْحَۃُ (غیر منصرف ہے) اور جَاءَ نِیْ طَلْحَۃٌ اٰخَرُ (منصرف ہے کیونکہ نکرہ ہو گیا۔ (کوئی خاص طلحہ مراد نہیں)۔

اگر غیر منصرف مضاف ہو یا اُس پر الف لام داخل کر دیا جائے تو اس پر حالتِ جر میں کسرہ آجاتا ہے جیسے مَرَرْتُ بِاَحْمَدِ کُمْ مَرَرْتُ بِالْاَحْمَدِ۔

سوالات

(۱) اسبابِ منع صرف کتنے اور کون کونسے ہیں؟

(۲) عدل کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ بیان کریں اور اس کی قسمیں تحریر کریں؟

(۳) کن کن اسبابِ منع صرف میں علمیت شرط ہے؟

(۴) الف ونون زائدتان کے غیر منصرف ہونے کے لئے کیا کیا شرائط ہیں؟

(۵) مندرجہ ذیل اسماء میں سے غیر منصرف الگ کریں اور غیر منصرف ہونے کی وجہ بھی بتائیں؟

مقالید ۔ اصفر ۔ رحل ۔ غفران ۔ زید ۔ اصابع۔

(۶) غیر منصرف کو، کب منصرف پڑھا جاسکتا ہے؟

☆☆☆

مرفوعات

مرفوع وہ اسم ہے جس میں فاعلیت کی علامت پائی جاتی ہو۔ فاعلیت کی علامات ضمہ، واو اور الف ہیں۔

مرفوعات کی آٹھ قسمیں ہیں۔

(۱) فاعل (۲) مفعول ما لم یسم فاعلہٗ (نائب فاعل) (۳) مبتدا (۴) خبر (۵) انَّ وغیرہ کی خبر (۶) کَانَ وغیرہ کا اسم (۷) ما و لا مشبہتین بلیس کا اسم (۸) لائے نفی جنس کی خبر

فاعل

ہر وہ اسم، فاعل کہلاتا ہے جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ اس اسم کے ساتھ قائم ہو اس پر واقع نہ ہو، جیسے قَامَ زَیْدٌ۔ زَیْدٌ ضَارِبٌ۔ اَبُوْہُ اور مَاضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرواً۔

ہر فعل کے لئے فاعل مرفوع کا ہونا ضروری ہے اور وہ فاعل دو طرح کا ہوتا ہے۔

(۱) فاعل مظہر۔ (ظاہر جیسے ذَھَبَ زَیْدٌ) میں زید فاعل ظاہر ہے۔

(۲) فاعل مضمر۔ (ضمیر) جیسے زَیْدٌ ذَھَبَ میں ذَھَبَ فعل کی ضمیر ھُوَ فاعل ہے۔

اگر فعل متعدی ہو تو اس کا مفعول بھی آتا ہے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرواً۔ اگر فاعل ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ واحد آتا ہے۔ جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ ضَرَبَ الزَّیْدَانِ ۔ ضَرَبَ الزَّیْدُوْنَ۔

اگر فاعل مضمر (ضمیر) ہو تو فاعل واحد کے لئے فعل واحد، تثنیہ کے لئے فعل تثنیہ اور جمع کے لئے جمع کا صیغہ آئے گا۔ مثلاً زَیْدٌ ضَرَبَ، اَلزَّیْدَانِ ، ضَرَبَا، اَلزَّیْدُوْنَ ضَرَبُوْا۔

اگر فاعل مؤنث حقیقی ہو اور فعل و فاعل کے درمیان کوئی کلمہ حائل نہ ہو یا فاعل مؤنث حقیقی ہو اور فعل، فعل سے مقدم ہو تو فعل ہمیشہ مؤنث آئے گا جیسے قَامَتْ ھِنْدٌ (مؤنث حقیقی کی

مثال) اور اَلشَّمسُ طَلَعَتْ (مؤنث غیر حقیقی کی مثال)۔

اگر فاعل مؤنث حقیقی ہو اور فعل و فاعل کے درمیان کوئی دوسرا کلمہ فاصل ہو یا فاعل مؤنث غیر حقیقی ہو اور فعل مقدم ہو یا فاعل جمع مکسّر ہو تو ان تینوں صورتوں میں فعل مذکر بھی آ سکتا ہے اور مؤنث بھی۔ جیسے ضَرَبَ الیَومَ ہِندٌ اور ضَرَبَتِ الیَومَ ہِندٌ (مؤنث حقیقی کی مثال) طَلَعَ الشَّمسُ وَطَلَعَتِ الشَّمسُ (مؤنث غیر حقیقی کی مثال) قَامَ الرِّجَالُ وَقَامَتِ الرِّجَالُ (جمع مکسر کی مثال)۔

اگر فاعل اور مفعول دونوں اسم مقصود ہوں[1] اور التباس کا ڈر ہو تو فاعل کو مقدم کرنا واجب ہے جیسے ضَرَبَ مُوسیٰ عِیسیٰ۔

اگر (فاعلیت یا مفعولیت پر) کوئی قرینہ پایا جاتا ہو اور التباس[2] کا ڈر نہ ہو تو مفعول کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے۔ دونوں اسم مقصور ہوں یا نہ۔ جیسے اَکَلَ الکُمَثرٰی۔ یَحییٰ[3] اور ضَرَبَ عَمرواً زَیدٌ[4]۔

اگر کوئی قرینہ موجود ہو تو فعل کو حذف کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے مَن ضَرَبَ۔ (کس نے مارا؟) کے جواب میں صرف زَیدٌ کہنا[5]۔

اسی طرح قرینہ کی موجودگی میں فاعل اور مفعول دونوں کو بھی حذف کیا جا سکتا ہے جیسے اَقَامَ زَیدٌ (کیا زید کھڑا ہوا؟) کے جواب میں صرف نَعَم کہنا[6]

نوٹ:۔ جب فعل مجہول ہو تو فاعل کو حذف کر کے مفعول کو اُس کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے۔ یہ مرفوعات کی دوسری قسم ہے۔

---

[1] وہ اسم جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو۔
[2] التباس کا مطلب یہ ہے کہ فاعل اور مفعول میں امتیاز نہ ہو سکے۔
[3] چونکہ کمثریٰ (امرود) کھانے کی چیز ہے لہٰذا وہ مفعول ہے مقدم ہو یا مؤخر۔
[4] چونکہ یہاں فاعل اور مفعول دونوں کا اعراب لفظی ہے لہٰذا التباس کا کوئی ڈر نہیں۔
[5] سوال میں پایا جانے والا فعل ضَرَبَ اس بات کا قرینہ ہے کہ جواب میں وہی فعل مراد ہے۔
[6] چونکہ سوال زید کے کھڑا ہونے کے بارے میں ہے لہٰذا جواب میں یہی فعل اور یہی فاعل مراد ہوگا۔

تنازع فعلان:۔

جب دو فعلوں کے بعد ایک اسم ظاہر ہو اور ان میں سے ہر فعل اُس اسم میں عمل کرنا چاہتا ہو تو اس حالت کو تنازع فعلان کہتے ہیں۔ اور اس کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) دونوں فعل اس اسم کو اپنا اپنا فاعل بنانا چاہتے ہوں جیسے ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ۔

(۲) دونوں فعل اسے مفعول بنانا چاہتے ہوں جیسے ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا۔

(۳) پہلا فعل اسے فاعل اور دوسرا مفعول بنانا چاہتا ہو جیسے ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا۔

(۴) پہلا فعل اسے مفعول اور دوسرا اسے فاعل بنانا چاہتا ہو جیسے ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ۔

ان تمام صورتوں میں پہلے فعل کو عمل دینا اور دوسرے کو بھی عامل بنانا جائز ہے البتہ امام فراء کے نزدیک پہلی اور تیسری صور میں دوسرے فعل کا عمل جائز نہیں[1]۔

جہاں تک ترجیحات کا تعلق ہے تو بصری نحویوں کے نزدیک اس اسم کو دوسرے فعل کا معمول بنانا پسندیدہ ہے اور کوفی نحویوں کے نزدیک پہلے فعل کو عامل بنانا مختار ہے[2]۔

---

[1] امام فراء کے نزدیک پہلی اور تیسر صورت میں دوسرے فعل کو عامل بنانے سے دو باتوں میں سے ایک لازم آتی ہے۔ یا تو پہلے فعل کے فاعل کو حذف کرنا پڑتا ہے یا اسم کو ذکر کرنے سے پہلے اس کے لئے ضمیر لانا پڑتی ہے اور یہ دونوں باتیں جائز ہیں۔

[2] بصری، قرب اور جوار (پڑوسی ہونے) کا اعتبار کرتے ہوئے دوسرے فعل کو عامل بنانا اچھا جانتے ہیں اور کوفیوں کے نزدیک پہلے فعل کے مقدم ہونے کی وجہ سے اس کا حق زیادہ ہے۔ اگر بصریوں کے مذہب پر عمل کرتے ہوئے دوسرے فعل کو عامل بنایا جائے تو دیکھیں گے کہ اگر پہلا فعل اس اسم ظاہر کو اپنا فاعل بنانا چاہتا ہے۔ تو فاعل مضمر ہوگا جیسے ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ، ضَرَبَانِیْ وَاَکْرَمَنِی الزَّیْدَانِ، ضَرَبُوْنِیْ وَاَکْرَمَنِی الزَّیْدُوْنَ۔ یہ اس صورت میں ہے جب دونوں فعل فاعل کا تقاضا کرتے ہوں۔ اور اگر پہلا فعل فاعل کو اور دوسرا مفعول کو چاہتا ہو تو اس کی مثالیں یہ ہیں۔ ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا، ضَرَبَانِیْ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَیْنِ، ضَرَبُوْنِیْ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدِیْنَ۔

اور اگر پہلا فعل مفعول کو چاہتا ہے اور وہ دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہ ہوں تو پہلے فعل سے مفعول کو حذف کر دیں گے۔ موافق صورتوں میں اس کی مثالیں یہ ہیں:۔

ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَیْنِ، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدِیْنَ۔

اور مخالف صورتوں میں مثالیں اس طرح ہیں:

ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِی الزَّیْدَانِ، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِی الزَّیْدُوْنَ۔

نوٹ۔ تنازع فعلان کے بارے میں ضروری باتیں کتاب کے متن میں بیان کی گئی ہیں۔ باقی

تمام بحث درج ذیل حاشیہ میں مندرج ہے۔

بقیہ اور اگر وہ فعل، افعال قلوب میں سے ہوں تو پہلے فعل کے مفعول کو ظاہر کرنا واجب ہے کیونکہ افعال قلوب کے مفعول کو حذف کرنا اور ذکر سے پہلے اس کے لئے ضمیر لانا جائز نہیں۔ مثال [illegible] منطلقا و [illegible] منطلقا [illegible] اور اگر کوفیوں کے مذہب پر عمل کرتے ہوئے اس اسم ظاہر کو پہلے فعل کا معمول بنایا جائے تو دیکھیں گے۔

اگر دوسرا فعل فاعل کو چاہتا ہے تو دوسرے فعل میں فاعل کو بصورت ضمیر لائیں گے۔ موافق صورتوں میں اس کی مثالیں

ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ، ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَانِیْ الزَّیْدَانِ، ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمُوْنِیْ الزَّیْدُوْنَ۔

مخالف صورتوں میں مثالیں۔

ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَانِیْ الزَّیْدَانِ، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمُوْنِیْ الزَّیْدُوْنَ۔

اور اگر دوسرا فعل مفعول کو چاہتا ہے اور وہ فعل افعال قلوب میں سے نہیں تو اس میں دونوں طریقے جائز ہیں یعنی مفعول کو حذف بھی کر سکتے ہیں اور اُس کے لئے ضمیر بھی لا سکتے ہیں، (اور ضمیر لانا پسندیدہ ہے)

حذف کی مثال (موافق صورت میں)

ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَیْنِ، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدِیْنَ۔

(مخالف صورتوں میں)

ضَرَبَانِیْ وَاَکْرَمْتُ زَیْدٌ، ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَانِ(مسلسل)

ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدُوْنَ۔

ضمیر لانے کی مثال (موافق صورتوں میں)

ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُهٗ زَیْدًا۔ ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُهُمَا الزَّیْدَیْنِ ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُهُمْ الزَّیْدِیْنَ۔

اور اگر وہ فعل افعال قلوب سے ہو تو مفعول کو ظاہر کرنا ضروری ہے جیسے حَسِبَنِیْ وَحَسِبْتُهُمَا مُنْطَلِقَیْنِ الزَّیْدَانِ مُنْطَلِقًا۔ یہاں حَسِبَنِیْ وَحَسِبْتُهُمَا میں سے ہر ایک مُنْطَلِقًا پر عمل کرنا چاہتا ہے اگر (مذکورہ بالا مثال میں) منطلقین کو حذف کر دیں تو افعال قلوب میں ایک مفعول پر اکتفاء لازم آتا ہے اور وہ جائز نہیں۔ اور اگر ضمیر دیں تو ضمیر مفرد ہوگی یا تثنیہ۔ اگر ضمیر مفرد ہو جیسے حَسِبَنِیْ وَحَسِبْتُهُمَا اِیَّاهُ الزَّیْدَانِ مُنْطَلِقًا۔ تو دوسرا مفعول پہلے مفعول کے مطابق نہ ہوگا اور وہ حَسِبْتُهُمَا میں "هُمَا" ضمیر ہے۔ اور اگر تثنیہ کی ضمیر ہو۔ اور یوں کہیں حَسِبَنِیْ وَحَسِبْتُهُمَا اِیَّاهُمَا الزَّیْدَانِ مُنْطَلِقًا۔

تو لفظ مفرد (جس میں تنازع ہو رہا ہے) کی طرف ضمیر تثنیہ کا لوٹنا لازم آئے گا۔ لہٰذا جب حذف کرنا اور ضمیر لانا دونوں جائز نہیں تو اظہار واجب ہوگا۔

مفعولُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ

جس مفعول کے فاعل کو حذف کر کے اسے فاعل کے قائم مقام کیا جائے اسے مفعول مال یسم فاعلہٗ کہتے ہیں جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ۔ فعل کے واحد تثنیہ جمع، مذکر اور مونث ہونے کے اعتبار سے مفعول مالم یسم فاعلہ، فاعل کی طرح ہوتا ہے۔

مثالیں:۔ ضُرِبَ زَیْدٌ، ضُرِبَ الزَّیْدَانِ، ضُرِبَ الزَّیْدُوْنَ، زَیْدٌ ضُرِبَ، اَلزَّیْدَانِ ضُرِبَا، اَلزَّیْدُوْنَ ضُرِبُوْا، ضُرِبَتْ هِنْدٌ، اَلشَّمْسُ رُءِیَتْ، ضُرِبَ الْیَوْمَ هِنْدٌ ضُرِبَتِ الْیَوْمَ هِنْدٌ، رُءِیَ الشَّمْسُ، رُءِیَتِ الشَّمْسُ، ضُرِبَ الرِّجَالُ، ضُرِبَتِ الرِّجَالُ۔[1]

مبتدا اور خبر

یہ دونوں اسم لفظی عوامل سے خالی ہوتے ہیں ان میں سے ایک مسند الیہ ہوتا ہے اور اسے مبتدا کہا جاتا ہے اور دوسرا مسند ہے جسے خبر کہتے ہیں جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ۔ ان دونوں میں عامل معنوی ہے اور وہ ابتداء ہے۔

مبتداء میں اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو اور خبر میں اصل اس کا نکرہ ہوتا ہے لیکن جب نکرہ کی کوئی صفت ہو تو وہ مبتدا بن سکتا ہے۔ جیسے: وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ[2]

اسی طرح نکرہ کو کسی بات سے خاص کر دیا جائے تب بھی وہ مبتدا واقع ہو سکتا ہے۔ جیسے:۔

اَرَجُلٌ فِی الدَّارِ اَمِ امْرَاَةٌ۔ وَمَا اَحَدٌ خَیْرٌ مِّنْكَ۔ شَرٌّ اَهَرَّ ذَانَابٍ۔ فِی الدَّارِ رَجُلٌ۔ سَلَامٌ عَلَیْكَ[3]

اگر دو اسموں میں سے ایک معرفہ اور دوسرا نکرہ ہو تو معرفہ کو مبتدا اور نکرہ کو خبر بنانا ضروری ہے۔ اور اگر دونوں معرفہ ہوں تو ان میں سے جسے چاہیں مبتدا بنا دیں اور دوسرے کو خبر جیسے اَللّٰهُ اِلٰهُنَا۔ اٰدَمُ اَبُوْنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیُّنَا۔

---

[1] ان تمام مثالوں کو اسم فاعل میں بیان کی گئی صورتوں سے خود مطابق کریں۔

[2] یہاں عبدٌ نکرہ صفتِ ایمان سے موصوف ہے۔

[3] پہلی مثال میں نکرہ بوجہ ثبوت خبر کے ساتھ خاص ہے یعنی یہ معلوم ہے کہ گھر میں مرد یا عورت میں سے کوئی ایک ہے۔ دوسری مثال میں نکرہ بعد لفظ "شرٌّ" کی صفت عظیم مقدر ہے اس اعتبار سے اس کی تخصیص ہوئی۔ چوتھی مثال میں مبتدا نکرہ تقدیم خبر سے خاص ہے اور پانچویں مثال میں مبتدا لفظ "سلامٌ" متکلم کی طرف نسبت کے ساتھ خاص ہے کیونکہ یہ اصل میں سَلَّمْتُ سَلَامًا عَلَیْكَ ہے۔

بعض اوقات جملہ بھی مبتدا کی خبر واقع ہوتا ہے:۔

جملہ اسمیہ کی مثال: زَيْدٌ اَبُوْهُ قَائِمٌ

جملہ فعلیہ کی مثال: زَيْدٌ قَامَ اَبُوْهُ

جملہ شرطیہ کی مثال: زَيْدٌ اِنْ جَاءَنِيْ فَاُكْرِمُهُ

جملہ ظرفیہ کی مثال: زَيْدٌ خَلْفَكَ ، عَمْرٌو فِي الدَّارِ

نوٹ:۔ (۱) ظرف یعنی جار مجرور (فی الدار) اکثر نحویوں کے نزدیک اِسْتَقَرَّ (جملہ) سے متعلق ہوتا ہے کیونکہ ظرف کا متعلق ظرف میں عامل ہوتا ہے اور عمل میں اصل فعل ہوتا ہے۔لہٰذا عَمْرٌو فِي الدَّارِ ، اصل میں عَمْرٌو اِسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ ہے (عمرو گھر میں ٹھہرا ہوا ہے)

(۲) جب جملہ،خبر واقع ہو تو اس میں ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹتی ہو جیسے زَيْدٌ اَبُوْهُ قَائِمٌ میں ضمیر مجرور "ہ" ہے۔

(۳) بعض اوقات کسی قرینہ کی وجہ سے اس ضمیر کو حذف بھی کر دیتے ہیں جیسے: اَلسَّمَنُ مَنَوَانِ بِدِرْهَمٍ اَلْبُرُّ الْكُرُّ بِسِتِّيْنَ دِرْهَمًا[1] یعنی "منوان منہ" اور "الکر منہ"[2] یہاں (منہ) محذوف ہے یعنی السمن منوان منه بدرهم، البر الكر منه بستين درهما۔ بعض اوقات خبر مبتدا پر مقدم بھی ہوتی ہے جیسے فِي الدَّارِ زَيْدٌ۔ نیز ایک مبتدا کی کئی خبریں بھی ہو سکتی ہیں۔ جیسے زَيْدٌ فَاضِلٌ عَالِمٌ عَاقِلٌ۔

حرف نفی اور حروف استفہام کے بعد واقع ہونے والی صفت بھی مبتدا واقع ہوتی ہے اگر چہ وہ مسند الیہ نہیں ہوتی لیکن شرط یہ ہے کہ یہ صفت اپنے بعد والے اسم ظاہر کو رفع دے[3] جیسے مَا قَائِمٌ زَيْدٌ۔ اَقَائِمٌ زَيْدٌ۔ هَلْ قَائِمٌ زَيْدٌ ۔ مَا قَائِمُ الزَّيْدَانِ۔ اَقَائِمُ الزَّيْدُوْنَ۔ یاد رہے کہ اقائمان الزیدان میں (قائمان) مبتدا واقع نہیں ہوتی[4]

---

[1] بارہ وسق کا ایک کُر ہوتا ہے ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں۔ایک صاع چار مُد کا ہوتا ہے اور اُسے مَن بھی کہتے ہیں۔
[2] یہاں قرینہ یہ ہے کہ بیچنے والا ان دونوں چیزوں کا ہی نرخ بتا رہا ہے۔
[3] اسے نحوی مبتدا کی قسم ثانی کا نام دیتے ہیں۔
[4] چونکہ یہاں قائمان اسم ظاہر زیدان کو نہیں بلکہ اس ضمیر کو رفع دے رہا ہے اور زیدان کی طرف لوٹتی ہے۔اس لئے کہ اگر وہ اسم ظاہر کو رفع دیتا تو تثنیہ کا صیغہ ہوتا اور چونکہ زیدان مبتدا مؤخر ہے لہٰذا اضمار قبل الذکر لازم نہیں آتا۔

اِنَّ وغیرہ کی خبر

اِنَّ ۔ اَنَّ ۔ کَاَنَّ ۔ لٰکِنَّ۔ لَیْتَ اور لَعَلَّ کی خبر مرفوع ہوتی ہے یہ حروف مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں مبتدا کو نصب دیتے ہیں اور اسے اِنَّ وغیرہ کا اسم کہا جاتا ہے اور خبر کو رفع دیتے ہیں۔ اور وہ ان حروف کی خبر کہلاتی ہے۔

اِنَّ وغیرہ کے داخل ہونے کے بعد اِنَّ کی خبر مسند ہوتی ہے جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ میں قَائِمٌ مسند ہے۔ اِنَّ وغیرہ کی خبر مفرد، جملہ اور نکرہ ہونے میں مبتدا کی خبر جیسا حکم رکھتی ہے لیکن اسے اسم پر مقدم کرنا جائز نہیں۔ البتہ ظرف ہونے کی صورت میں مقدم کر سکتے ہیں کیونکہ ظروف میں وسعت ہوتی ہے جیسے اِنَّ فِی الدَّارِ زَیْدًا۔

کَانَ وغیرہ کا اسم

کَانَ ۔ صَارَ ۔ اَصْبَحَ ۔ اَمْسٰی ۔ اَضْحٰی ۔ ظَلَّ ۔ بَاتَ اٰضَ ۔ عَادَ ۔ غَدَا رَاحَ ۔ مَازَالَ ۔ مَا فَتِیَ ۔ مَا انْفَکَّ ۔ مَادَامَ ۔ لَیْسَ ۔ مَابَرِحَ ۔ افعال ناقصہ کہلاتے ہیں۔ یہ بھی مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔ مبتداء کو رفع دیتے ہیں اور وہ کَانَ وغیرہ کا اسم کہلاتے ہیں۔ اور خبر کو نصب دیتے ہیں جسے کان وغیرہ کی خبر کہا جاتا ہے۔

کَان وغیرہ کا اسم ان افعال کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہوتا ہے جیسے کَانَ زَیْدٌ قَـائِمًا میں زید مسند الیہ ہے۔ افعال ناقصہ کی خبر کو اُن کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے جیسے کَانَ قَـائِمًا زَیْدٌ۔ یاد رہے کہ افعال ناقصہ میں سے جن کے شروع میں لفظ مَا نہیں اُن کی خبر کو فعل پر بھی مقدم کرنا جائز ہے اور وہ کَانَ سے رَاحَ تک ہیں جیسے قَـائِمًا کَانَ زَیْدٌ اور جن افعال کے شروع میں لفظ مَا ہے اُن کی خبر کو فعل پر مقدم کرنا جائز نہیں البتہ لَیْسَ میں اختلاف ہے۔

ما ولا مشبّہتین بلیس کا اسم

مَا ولَا کا اسم ان حروف کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہوتا ہے مَا معرفہ اور نکرہ دونوں پر داخل ہوتا ہے جبکہ لا نکرہ کے ساتھ مخصوص ہے جیسے: مَا زَیْدٌ قَائِمًا۔ لَا رَجُلٌ اَفْضَلَ مِنْكَ۔

لائے نفی جنس کی خبر:۔

لَا کے داخل ہونے کے بعد یہ مسند ہوتا ہے۔ جیسے لَا رَجُلَ قَائِمٌ۔

سوالات

(۱) مرفوعات کسے کہتے ہیں۔ نیز مرفوع اسماء کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں؟

(۲) کیا افعال ناقصہ کی خبر، افعال پر مقدم ہو سکتی ہے۔ تفصیلی جواب دیں؟

(۳) ما اور لا مشبہتین بلیس کا اسم معرفہ ہوتا ہے یا نکرہ؟

(۴) وہ کونسی مبتدا ہے جو مسند الیہ نہیں ہوتی؟

(۵) کیا نکرہ مبتدا واقع ہو سکتا ہے۔ تفصیلاً جواب مطلوب ہے؟

(۶) مندرجہ ذیل جملوں پر اعراب لگائیں اور ترکیب کریں؟

ان زید قائم۔ کان الانسان عجولا۔ ان جاء نی زید فاکرمہ۔ لا رجل افضل منك۔ زید عالم فاضل عاقل۔

☆☆☆

چوتھا باب

منصوبات

اسمائے منصوبات کی بارہ قسمیں ہیں۔

(۱) مفعول مطلق (۲) مفعول بہ (۳) مفعول فیہ (۴) مفعول لہٗ (۵) مفعول معہٗ (۶) حال (۷) تمیز (۸) مستثنیٰ (۹) کان وغیرہ کی خبر (۱۰) لائے نفی جنس کا اسم (۱۱) إنَّ وغیرہ کا اسم (۱۲) ماوَلا مشبہتین بلیس کی خبر۔

مفعول مطلق:۔

مفعول مطلق اپنے ماقبل فعل کا مصدر ہوتا ہے۔ یہ مفعول کبھی تاکید کے لئے ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔ کبھی بیانِ نوع کے لئے آتا ہے جیسے جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِیْ۔ کبھی بیانِ عدد کے لئے لایا جاتا ہے جیسے۔ جَلَسْتُ جَلْسَةً۔ جَلْسَتَیْنِ، جَلَسَاتٍ۔

بعض اوقات مفعول مطلق کسی ایسے فعل کا مصدر ہوتا ہے جو اُس کے لفظوں سے نہ ہو جیسے قَعَدْتُ جُلُوْسًا۔ کسی قرینہ کی وجہ سے مفعول مطلق کے فعل کو حذف کرنا بھی جائز ہے جیسے آنے والے کو کہا جائے خَیْرَ مَقْدَمٍ۔ یعنی قَدِمْتَ قُدُوْمًا خَیْرَ مَقْدَمٍ، لفظ خیر، اسم تفضیل ہے اور یہ اپنے موصوف قُدُوْمًا یا مضاف الیہ مَقْدَمٍ کے اعتبار سے مصدر کا معنیٰ دیتا ہے[1]۔

بعض اوقات مفعول مطلق کے فعل کو حذف کرنا واجب بھی ہوتا ہے اور یہ محض سماع پر موقوف ہے۔ جیسے شُکْرًا اور سَقْیًا[2]۔

مفعول بہ:۔

یہ اس شئی کا اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہوتا ہے جیسے ضَرَبْتُ زَیْدًا۔ کبھی مفعول بہ، اپنے فاعل پر مقدم بھی ہوتا ہے۔ جیسے ضَرَبَ عَمْرًوا زَیْدٌ۔ مفعول بہ کا فعل پانچ جگہ حذف ہوتا ہے۔ ایک جگہ جوازًا جب کہ قرینہ موجود ہو۔ جیسے مَنْ اَضْرِبُ کے جواب میں صرف زَیْدًا کہا جائے یعنی اِضْرِبْ زَیْدًا۔

---

[1] یہاں موصوف قُدُوْمًا کو حذف کر کے اس کی صفت خَیْرَ مَقْدَمٍ کو اس کے قائم مقام کیا گیا۔

[2] یعنی سَقَاكَ اللّٰهُ سَقْیًا اور شَکَرْتُ شُکْرًا۔

اور چار جگہ وجوباً حذف ہوتا ہے۔ ایک جگہ حذف سماعی ہے اور باقی قیاسی ہے۔

(۱) سماعی۔ جیسے اِمْرَاءً وَنَفْسَهٗ یعنی دَعْهُ وَنَفْسَهٗ[1] وَانْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ یعنی اِنْتَهُوْا عَنِ التَّثْلِيْثِ وَاقْصُدُوْا خَيْرًا لَّكُمْ[2] اَهْلًا وَسَهْلًا یعنی اَتَيْتَ مَكَانًا اَهْلًا وَوَطِيْتَ مَكَانًا سَهْلًا[3]

(۲) ڈرانے کے لیے جیسے اِيَّاكَ وَالْاَسَدَ یعنی اِتَّقِ نَفْسَكَ مِنَ الْاَسَدِ[4]

بعض اوقات محذر منہ (جس سے ڈرایا جاتا ہے) کو تکرار کے ساتھ لایا جاتا ہے۔

جیسے اَلطَّرِيْقَ اَلطَّرِيْقَ یعنی اِتَّقِ الطَّرِيْقَ یا اِجْتَنِبِ الطَّرِيْقَ[5]

(۳) مفعول بہ کے عامل کو بشرط تفسیر حذف کرنا یعنی جب اسم کے بعد فعل یا شبہ فعل یوں واقع ہو کہ وہ اس کی ضمیر یا متعلق میں عامل ہونے کی وجہ سے خود اسم (مفعول بہ) میں عمل نہ کرتا ہو لیکن جب اس فعل یا شبہ فعل کو ضمیر یا متعلق سے الگ کیا جائے تو وہ اس میں عمل کرے تو ایسی صورت میں مفعول بہ کے عامل کو حذف کرنا واجب ہے جیسے زیداً ضربتہٗ۔

(۴) منادیٰ کا فعل حذف کرنا واجب ہے اور حرف ندا اس کے قائم مقام ہوتا ہے جیسے یَا زَيْدُ اصل میں اَدْعُوْا زَيْدًا یا اَطْلُبُ زَيْدًا تھا۔

---

[1] دَعْهُ وَنَفْسَهٗ کا مطلب یہ ہے کہ اسے اپنے حال پر چھوڑ دو۔

[2] خیراً مفعول بہ ہے اور اس کا فعل وَاقْصُدُوْا محذوف ہے۔

[3] تم اپنے ہی گھر میں آئے ہو اور نرم و نازک زمین پر اترے ہو۔ یہاں اہل سے مراد مانوس اہل ہے۔

[4] اپنے آپ کو شیر سے بچاؤ[5] راستے سے بچو۔

[5] شبہ فعل سے اسم فاعل، اسم مفعول، مصدر، صفت مشبہ اور اسم تفضیل وغیرہ مراد ہیں۔

منادیٰ

منادیٰ وہ اسم ہے جسے حرف ندا کے ساتھ پکارا جائے۔ حروف ندا پانچ ہیں: یَـا ۔ اَیَـا ۔ هَیَا ۔ اَیْ ۔ ہمزہ مفتوحہ۔

بعض اوقات حرف ندا کو بھی حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا[1]

منادیٰ کی اقسام:۔

اگر منادیٰ مفرد معرفہ ہو تو علامت رفع یعنی ضمہ، الف اور واؤ پر مبنی ہوتا ہے۔ جیسے یَا زَیْدُ ۔ یَا زَیْدَانِ ۔ یَا زَیْدُوْنَ۔

اگر منادیٰ کے شروع میں لام استغاثہ ہو تو وہ مجرور ہوتا ہے۔ جیسے یَا لَزَیْدٍ[2]

اگر منادیٰ کے آخر میں استغاثہ کا الف لگایا جائے تو مفتوح ہوتا ہے جیسے یَا زَیْدَاهُ۔

اگر منادیٰ مضاف ہو یا مشابہ مضاف ہو یا نکرہ غیر معین ہو تو منصوب ہوتا ہے۔ علی الترتیب مثالیں اس طرح ہیں۔ یَـا عَبْدَ اللّٰهِ ۔ یَـا طَالِعًا جَبَلًا ۔ اور (نابینا کا کسی کو کہنا) یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ۔

اگر منادیٰ کے شروع میں الف لام ہو (معرف باللام ہو) تو حرف ندا اور منادیٰ کے درمیان ایها یا ایتها لاتے ہیں۔ جیسے یَا اَیُّهَا الرَّجُلُ ۔ یَا اَیَّتُهَا الْمَرْاَةُ[3]

---

[1] یعنی یا یوسف۔

[2] استغاثہ کا معنی مدد طلب کرنا ہے۔ لام استغاثہ اگرچہ حرف جار ہے اور اسم ظاہر کے شروع میں یہ مکسور ہوتا ہے لیکن یہاں یہ لام مفتوح ہے کیونکہ مستغاث منہ (جس سے مدد طلب کی جائے) کے لیے لام استغاثہ مفتوح نہ ہو تو پتہ نہیں چلتا کہ یہ مستغاث ہے یا مستغاث لہ (جس کے لیے مدد کی جائے) اور یہ اشتباہ اس وقت ہوتا ہے جب مستغاث لہ محذوف ہو کیونکہ مستغاث لہ کے لیے بھی لام استعمال ہوتا ہے جیسے یَا لَلْقَوْمِ کا مطلب ہے قوم کی مدد کرو۔

[3] ای اور ایھا اسم اشارہ ہیں اور "ھا" حرف تنبیہ ہے۔

نوٹ:۔

(۱) تخفیف کے لئے منادیٰ کے آخری حرف کو حذف کرنا بھی جائز ہے اور اس کو ترخیم کہتے ہیں۔ جیسے: یَا مَالِكُ سے یَامَالُ۔ یَا مَنْصُوْرُ سے یَا مَنْصُ۔ یَا عُثْمَانُ سے یَا عُثْمُ وغیرہ۔

منادیٰ مرخمؐ میں ضمہ اور اصلی حرکت دونوں جائز ہیں۔ جیسے یَا حَارِثُ سے یَا حَارُ اور یَا حَارِ دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔

(۲) حرف ندا یَا، وَا کی طرح مندوب میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے یَا زَیْدَاهُ۔ وَا زَیْدَاهُ۔ یاد رہے کہ جس پر رویا جائے اسے مندوب کہتے ہیں۔ لفظ ''وَا'' اس کے ساتھ خاص ہے جبکہ ''یا'' ندا اور مندوب دونوں کے درمیان مشترک ہے۔

مفعول فیہ:۔

اُس وقت اور جگہ کا نام ہے جس میں فعل واقع ہوا۔ اسے ظرف بھی کہتے ہیں۔

ظرف کی دو قسمیں ہیں (۱) ظرف زمان (۲) ظرف مکان پھر ان میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں: (۱) مبہم (۲) محدود۔

مبہم: اس ظرف کو کہتے ہیں جس کے لئے کوئی حد مقرر نہ ہو۔

محدود: اس ظرف کو کہا جاتا ہے جس کی کوئی حد مقرر ہو۔

مثالیں:

ظروف زمان مبہم	دَهْرٌ۔ حِيْنٌ
ظروف زمان محدود	يَوْمٌ۔ لَيْلَةٌ۔ شَهْرٌ۔ سَنَةٌ
ظروف مکان مبہم	خَلْفُ۔ فَوْقُ
ظروف مکان محدود	دَارٌ۔ سُوْقٌ

نوٹ:۔ظرف زمان مبہم اور محدود دونوں منصوب ہوتے ہیں اور ان میں حرف فی مقدر ہوتا ہے جیسے صُمْتُ دَهْرًا اور سَافَرْتُ شَهْرًا یعنی فِی دَهْرٍ اور فِی شَهْرٍ۔ظرف مکان مبہم بھی منصوب ہوتا ہے جیسے جَلَسْتُ خَلْفَكَ وَ اَمَامَكَ لیکن ظرف مکان محدود میں حرف فی کا لفظاً پایا جانا ضروری ہے اس لئے یہ منصوب نہیں ہوتا۔جیسے جَلَسْتُ فِی الدَّارِ، فِی السُّوْقِ، فِی الْمَسْجِدِ وغیرہ۔

مفعول لہٗ:۔

یہ اس مفعول کا نام ہے جس کے سبب سے فعل مذکور واقع ہوا اور اس میں لام مقدر ہوتا ہے۔جیسے ضَرَبْتُهٗ تَاْدِيْبًا ای لِلتَّادِيْبِ۔ قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا ای لِلْجُبْنِ۔

مفعول معہٗ:۔

یہ وہ مفعول ہے جو واو کے بعد مذکور ہو اور وہ (واو) مَعَ کے معنی میں ہو اس کا عامل فعل ہوتا ہے۔جیسے جَاءَ الْبُرْدُ وَالْجُبَّاتِ۔ جِئْتُ اَنَا وَزَيْدًا۔یہاں (واو) مَعَ کے معنی میں ہے۔یعنی مَعَ الْجُبَّاتِ اور مَعَ زَيْدٍ۔

اگر فعل لفظوں میں ہو اور عطف جائز ہو تو مفعول معہ کو مرفوع اور منصوب دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔جیسے جِئْتُ اَنَا وَزَيْدٌ وَزَيْدًا۔اور اگر عطف جائز نہ ہو تو نصب ضروری ہو گا۔جیسے جِئْتُ وَزَيْدًا[1]

اور اگر فعل معنوی طور پر ہو اور عطف جائز ہو تو عطف کا اعتبار ضروری ہو گا۔جیسے مَا لِزَيْدٍ وَ عَمْرٍو[2] اور اگر عطف جائز نہ ہو تو منصوب پڑھنا ضروری ہو گا۔جیسے مَالَكَ وَزَيْدًا۔ مَاشَانُكَ وَعَمْرًا[3] اس وقت معنی یہ ہو گا کہ (تُو زید سے کیا سلوک کر رہا ہے)۔

---

[1] جب تک ضمیر مرفوع متصل کے ساتھ تاکید نہ ہو عطف جائز نہیں یعنی جِئْتُ کے بعد اَنَا ضمیر لائیں تو زَيْدٌ کا اس پر عطف صحیح ہو گا اور اُسے مرفوع پڑھیں گے۔

[2] یہاں حَصَلَ فعل محذوف ہے گویا فعل لفظاً نہیں بلکہ معنیً پایا گیا۔اب عبارت یوں ہو گی۔مَا حَصَلَ لِزَيْدٍ وَعَمْرٍو۔

[3] ان دونوں مثالوں میں زید اور عمر کا ضمیر مجرور پر عطف صحیح نہیں کیونکہ ضمیر مجرور پر عطف کے لئے جار کو دوبارہ لانا ضروری ہے اور عمرو کا لفظ شان پر بھی عطف صحیح نہیں کیونکہ اس طرح تو صرف مخاطب کی شان کے بارے میں سوال ہو گا جبکہ مقصود دونوں کی شان کے بارے میں سوال کرنا ہے۔

حال

وہ لفظ جو فاعل یا مفعول یا دونوں کی حالت پر دلالت کرے اسے حال کہا جاتا ہے جبکہ فاعل اور مفعول کو ذوالحال کہتے ہیں۔

مثالیں

فاعل کی حالت جیسے: جَاءَ نِیْ زَیْدٌ رَاکِباً

مفعول کی حالت جیسے: ضَرِبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا

دونوں کی حالت جیسے: لَقِیْتُ عَمْرًوا رَاکِبَیْنِ

کبھی (ذوالحال) فاعل معنوی ہوتا ہے جیسے زَیْدٌ فِی الدَّارِ قَائِماً۔ اس میں اِسْتَقَرَّ پوشیدہ ہے۔ اصل عبارت یوں ہے زَیْدٌ اِسْتَقَرَّ فِیْ الدَّارِ قَائِماً۔ کبھی مفعول بہ بھی معنوی ہوتا ہے جیسے "ھٰذَا زَیْدٌ قَائِماً۔ یعنی اَلْمُشَارُ اِلَیْہِ قَائِمًا ھُوَ زَیْدٌ۔ حال کا عامل فعل لفظی یا معنوی ہوتا ہے جیسے ضَرَبْتُ زَیْدًا رَاکِبًا (فعل لفظی کی مثال) اور زَیْدٌ فِیْ الدَّارِ قَائِمًا (فعل معنوی کی مثال۔ یہاں اِسْتَقَرَّ محذوف ہے) حال ہمیشہ نکرہ اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا مثالوں سے واضح ہے۔

اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو اس پر مقدم کرنا واجب ہے۔ جیسے جَاءَ نِیْ رَاکِباً رَجُلٌ یہ تقدیم اس لئے ضروری ہے کہ حالتِ نصب میں صفت کے ساتھ التباس لازم نہ آئے جیسے رَاَیْتُ رَجُلاً رَاکِباً[1]

بعض اوقات جملہ خبریہ بھی حال واقع ہوتا ہے جیسے جَاءَ نِیْ زَیْدٌ وَ غُلَامُہٗ رَاکِبٌ (جملہ اسمیہ) یَرْکَبُ غُلَامُہٗ (جملہ فعلیہ) اور کبھی کسی قرینہ کی وجہ سے حال کے عامل کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے جیسے مسافر سے کہا جائے سَالِمًا غانماً۔ یعنی تَرْجِعُ سَالِمًا غَانِمًا۔

---

[1] یہاں "رَاکِباً" رَجُلاً کی صفت بھی بن سکتا ہے اور حال بھی۔ لہٰذا حال کو مقدم کرنے سے التباس باقی نہیں رہتا۔

تمیز

وہ اسم نکرہ ہے جو مقدار یعنی عدد، ناپ، وزن یا مساحت (فاصلہ) وغیرہ، مبہم امور کے بعد ذکر کیا جاتا ہے۔ تا کہ وہ اس ابہام (پوشیدگی) کو دُور کر دے۔

مثالیں:۔

عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ رَجُلًا (عدد کی مثال)

عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا (ناپ کی مثال)

عِنْدِیْ مَنَوَانِ سَمْنًا (وزن کی مثال)

مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا (مساحت کی مثال)

عَلَی التَّمْرِ مِثْلُهَا زُبْدًا (مقیاس کی مثال)[1]

بعض اوقات تمیز، مقدار کے علاوہ بھی آتی ہے۔ جیسے هٰذَا خَاتَمٌ حَدِیْدًا۔ هٰذَا سِوَارٌ ذَهَبًا۔ اس صورت میں تمیز اکثر مجرور ہوتا ہے جیسے هٰذَا خَاتَمُ حَدِیْدٍ۔ کبھی تمیز جملہ کے بعد واقع ہوتی ہے تا کہ اُس کی نسبت میں پائے جانے والے ابہام کو دُور کر دے جیسے طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا یا عِلْمًا یا اَبًا۔

مستثنیٰ:۔

وہ لفظ ہے جو اِلَّا وغیرہ (حروف استثناء) کے بعد ذکر کیا جاتا ہے تا کہ معلوم ہو کہ اس لفظ کی طرف وہ بات منسوب نہیں ہے جو اِلَّا وغیرہ کے ماقبل کی طرف منسوب ہے۔

[1] اس میں وزن اور غیر وزن دونوں کا احتمال ہے۔

اقسام مستثنیٰ:۔

مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں: (۱) مستثنیٰ متصل (۲) مستثنیٰ منقطع

مستثنیٰ متصل وہ ہے جسے اِلَّا وغیرہ حروف استثناء کے ذریعے متعدد سے خارج کیا گیا ہو یعنی وہ مستثنیٰ منہ کی جنس سے ہو جیسے جَاءَنِیُ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا۔ زید قوم کا ایک فرد ہے۔

مستثنیٰ منقطع وہ ہے جو اِلَّا وغیرہ کے بعد مذکور ہو لیکن متعدد سے نہ نکالا گیا ہو کیونکہ وہ مستثنیٰ منہ میں داخل ہی نہیں ہوتا جیسے جَاءَنِیُ الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا۔ گدھا قوم کا فرد نہیں۔

مستثنیٰ کا اعراب:۔

(۱) درج ذیل صورتوں میں مستثنیٰ منصوب ہوگا۔

ا: اگر مستثنیٰ متصل ہو، اِلَّا کے بعد کلام موجَب میں واقع ہو جیسے جَاءَنِیُ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا۔

ب: مستثنیٰ، منقطع منہ پر مقدم ہو جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا۔

ج: مستثنیٰ مستثنیٰ ہو جیسے مَا جَاءَنِیُ اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ۔

د: خَلَا اور عَدَا کے بعد ہو (اکثر نحویوں کے نزدیک) جیسے جَاءَنِیُ الْقَوْمُ خَلَا زَیْدًا وَعَدَ زَیْدًا۔

ہ: مَاخَلَا اور مَا عَدَا۔ لَیْسَ اور لَا یَکُوْنُ کے بعد ہو جیسے جَاءَنِیُ الْقَوْمُ مَا خَلَا زَیْدًا وغیرہ۔

(۲) اگر مستثنیٰ اِلَّا کے بعد کلام غیر موجب[۱] میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو تو اس میں نصب اور ماقبل سے بدل کے طور پر پڑھنا دونوں طرح جائز ہے۔ جیسے مَا جَاءَنِیُ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا (منصوب) اِلَّا زَیْدٌ (بطور بدل مرفوع)۔

(۳) اگر مستثنیٰ مفرّغ ہو یعنی اِلَّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو تو مستثنیٰ کا اعراب عامل کے مطابق ہوگا۔ جیسے مَا جَاءَنِیُ اِلَّا زَیْدٌ۔ مَا رَاَیْتُ اِلَّا زَیْدًا۔ مَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ۔

(۴) اگر مستثنیٰ لفظ غَیْرَ سِوًی۔ سِوَاء اور حَاشَا کے بعد واقع ہو تو اکثر نحویوں کے نزدیک مجرور ہوتا ہے۔ جیسے جَاءَنِیُ الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ۔ سِوًی زَیْدٍ۔ سِوَاءَ زَیْدٍ۔ حَاشَا زَیْدٍ۔

---

[۱] کلام غیر موجب وہ ہے جس میں نفی، نہی اور استفہام ہو۔

لفظ غیر کا اعراب

لفظ "غیر" کا اپنا اعراب وہی ہوتا ہے جو اِلّا کے بعد مستثنیٰ کا ہوتا ہے جیسے جَاءَنِیْ الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ۔ غَیْرَ حِمَارٍ۔ مَا جَاءَنِیْ غَیْرَ زَیْدٍنِ الْقَوْمُ۔ مَاجَاءَنِیْ اَحَدٌ غَیْرُ زَیْدٍ وَغَیْرَ زَیْدٍ۔ مَا جَاءَنِیْ غَیْرُ زَیْدٍ۔ مَا رَاَیْتُ غَیْرَ زَیْدٍ۔ مَا مَرَرْتُ بِغَیْرِ زَیْدٍ۔

لفظ غیر کا استعمال

لفظ (غیر) کو صفت کے لئے وضع کیا گیا ہے لیکن کبھی یہ استثناء کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے اِلّا استثناء کے لئے موضوع ہے لیکن بعض اوقات بطور صفت استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ارشاد خداوندی ہے۔ لَوْ كَانَ فِيهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔ یہاں اِلّا غیر کے معنی میں ہے۔ یعنی غَیْرُ اللّٰہِ۔

کَانَ وغیرہ کی خبر

کَانَ وغیرہ کی خبر ان حروف کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوتی ہے۔ جیسے کَانَ زَیْدٌ مُنْطَلِقًا۔ اس کا حکم وہی ہے جو مبتدا کی خبر کا ہے البتہ یہ معرفہ ہو تو اسے اس کے اسم پر مقدم کر سکتے ہیں۔ جیسے کَانَ الْقَائِمَ زَیْدٌ۔ لیکن مبتدا کی خبر معرفہ ہونے کی صورت میں مبتدا پر مقدم نہیں ہوتی کیونکہ اس طرح مبتدا اور خبر میں تمیز نہیں ہو سکتی۔

اِنَّ وغیرہ کا اسم

اِنَّ وغیرہ کا اسم ان حروف کے داخل ہونے کے بعد مسندالیہ ہوتا ہے۔ جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ[1]

---

[1] مطلب یہ ہے کہ اس خبر کی نسبت اِنَّ وغیرہ کی طرف تب ہی ہو گی جب یہ افعال اِنَّ وغیرہ داخل ہوں گے۔ اس سے پہلے تو وہ مبتدا کی خبر کے طور پر مسند ہے۔

لائے نفی جنس کا منصوب

جس اسم پر لائے نفی جنس داخل ہو کر اسے نصب دیتا ہے وہ مسند الیہ ہوتا ہے۔
یہ کبھی نکرہ مضاف ہوتا ہے جیسے لَا غُلَامَ رَجُلٍ فِي الدَّارِ۔ یا مضاف کے مشابہ ہوتا ہے جیسے لَا عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا فِي الْكِيْسِ[1] اگر لا کے بعد نکرہ مفردہ ہو تو وہ فتح پر مبنی ہوتا ہے جیسے لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ۔ اور اگر لَا کے بعد مفرد معرفہ ہو یا لَا اور نکرہ کے درمیان فصل ہو تو لَا کا مدخول مرفوع ہوگا اور دوسرے اسم کے ساتھ بھی لَا کو لانا ضروری ہوگا جیسے:۔

لَا زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَلَا عَمْرٌو (معرفہ کی مثال)

لَا فِيْهَا رَجُلٌ وَلَا اِمْرَاَةٌ (نکرہ کی مثال)

اگر تکرار لَا ہو اور دونوں لا کے بعد متصلا نکرہ ہو تو اسے پانچ طرح پڑھنا جائز ہے۔

(۱) دونوں مفتوح: جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔
(۲) دونوں مرفوع: جیسے لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰهِ۔
(۳) پہلا مفتوح دوسرا منصوب: جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً اِلَّا بِاللّٰهِ۔
(۴) پہلا مفتوح دوسرا مرفوع: جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰهِ۔
(۵) پہلا مرفوع دوسرا مفتوح: جیسے لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

بعض اوقات کسی قرینے کی وجہ سے لَا کے اسم کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے۔ جیسے لَا عَلَيْكَ۔ یعنی لَا بَأْسَ عَلَيْكَ۔

---

[1] مضاف کے ساتھ مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ مضاف کی طرح اس کا بھی اپنے مابعد کے ساتھ تعلق ہے اور جس طرح رَجُلٌ سے غُلَامٌ کی تخصیص ہو جاتی ہے اسی طرح دِرْهَمًا سے عِشْرِيْنَ کی تخصیص ہوتی ہے۔

مَاوَلَا مشبّہتین بلیس کی خبر

جو ما اور لا، لیس کے مشابہ ہیں ان کی خبر، ان کے داخل ہونے کے بعد منصوب ہوتی ہے۔ جیسے مَا زَیْدٌ قَائِمًا۔ لَا رَجُلٌ حَاضِرًا۔ اگر ما اور لا کی خبر اِلَّا کے بعد واقع ہو یا اسم پر مقدم ہو۔ یا مَا کے بعد حرف اِن کا اضافہ کیا جائے تو ان تینوں صورتوں میں عمل باطل ہو جائے گا۔ یعنی مَا اور لَا کی خبر منصوب نہیں ہوگی۔

ترتیب وار مثالیں:۔ مَا زَیْدٌ اِلَّا قَائِمٌ۔ مَا قَائِمٌ زَیْدٌ۔ مَا اِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ مذکورہ بالا بحث اہلِ حجاز کی لغت کے مطابق ہے۔ ان کے نزدیک مَا اور لَا خبر کو نصب دیتے ہیں۔ جیسے مَا هٰذَا بَشَرًا۔ لیکن بنو تمیم کے نزدیک مَا اور لَا عمل نہیں کرتے جیسے شاعر کا قول ہے۔ وَمُهَفْهَفٍ كَالْغُصْنِ قُلْتُ لَهٗ انْتَسِبْ فَاَجَابَ مَاقَتْلُ الْمُحِبِّ[1] حَرَامٌ یہاں لفظ حرام (ما) کی خبر ہونے کے باوجود مرفوع ہے۔

سوالات

(۱) منصوبات کی تعداد اور نام لکھیں؟

(۲) مستثنٰی کے اعراب کی کیا کیا صورتیں ہیں؟

(۳) لائے نفی جنس کے مدخول کا اعراب کیا ہوتا ہے تمام صورتوں کی وضاحت کریں؟

(۴) لَاحَوْلَ وَلَاقُوۃَ کے اعراب کی کتنی اور کون کونسی صورتیں ہیں؟

(۵) ظرف کی ابتدائی طور پر کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں۔ پھر ہر قسم کے تحت کون کونسی اقسام آتی ہیں۔ نام مع امثلہ تحریر کریں؟

(۶) اذان کی دعا نقل کر کے اس میں سے مرفوعات و منصوبات کو الگ الگ کرتے ہوئے ان کی وضاحت کریں؟

---

[1] میں نے شاخ جیسے نرم و نازک محبوب سے کہا کہ نسب بیان کر؟ اس نے جواب دیا کہ عاشق کا قتل حرام نہیں۔

☆☆☆

پانچواں باب

مجرورات

اسم مجرور وہ اسم ہے جس کی طرف کسی چیز کی نسبت حرف جر لفظی یا تقدیری کے واسطہ سے ہو۔ اگر حرف جر لفظاً ہو تو یہ ترکیب جار مجرور کہلاتی ہے۔ جیسے مَرَرْتُ بِزَيْدٍ۔ (اس کا تفصیلی ذکر۔ حرف کی بحث میں ہوگا)۔

اگر حرف جر تقدیراً (پوشیدہ) ہو تو اس ترکیب کو مضاف مضاف الیہ کہا جاتا ہے۔ جیسے غُلَامُ زَيْدٍ۔ یہاں لام پوشیدہ ہے یعنی غُلَامٌ لِزَيْدٍ۔ مجرورات میں صرف ایک ہی اسم شامل ہے جسے مضاف الیہ کہتے ہیں۔

نوٹ:۔ مضاف پر تنوین نہیں آتی نیز اضافت کی وجہ سے تثنیہ اور جمع کا نون گر جاتا ہے۔ جیسے:۔

غُلَامُ زَيْدٍ۔ غُلَامَا عَمْرٍو۔ مُسْلِمُوْا مِصْرَ۔

اضافت کی قسمیں

اضافت کی دو قسمیں ہیں: (۱) اضافت معنویہ (۲) اضافت لفظیہ

اضافت معنویہ یہ ہے کہ مضاف اپنے معمول کی طرف مضاف ہونے والا صیغہ صفت نہ ہو۔ جیسے غُلَامُ زَيْدٍ۔

اس اضافت میں لام یا مِنْ یا فِیْ مقدر ہوتا ہے۔ جیسے:

غُلَامُ زَيْدٍ	یعنی غُلَامٌ لِزَيْدٍ
خَاتَمُ فِضَّةٍ	یعنی خَاتَمٌ مِنْ فِضَّةٍ
صَلٰوةُ اللَّيْلِ	یعنی صَلٰوةٌ فِی اللَّيْلِ

اضافت معنویہ کا فائدہ یہ ہے کہ مضاف الیہ کے معرفہ ہونے کی صورت میں مضاف

بھی معرفہ بن جاتا ہے۔ جیسے غلام زید۔ اور اگر مضاف الیہ نکرہ ہو تو مضاف کی تخصیص ہو جاتی ہے جیسے غلام رجل۔

اضافت لفظیہ یہ ہے کہ صیغہ صفت اپنے معمول کی طرف مضاف ہو جیسے ضارب زید۔ اس اضافت کا فائدہ یہ ہے کہ کلام مختصر ہو جاتا ہے۔

نوٹ۔ اگر اسم صحیح یا جاری مجریٰ صحیح کو یائے متکلم کی طرف مضاف کیا جائے تو اس کے آخری حرف کو کسرہ دیتے ہیں اور یاء کو ساکن یا مفتوح پڑھتے ہیں۔ جیسے غلامِیْ۔ دَلْوِیْ۔ ظَبْیِیْ۔

اگر اسم کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو تو یاء کا یاء میں ادغام کرتے ہیں اور دوسری یاء کو فتح دیتے ہیں تاکہ اجتماع ساکنین لازم نہ آئے جیسے قاضیَّ سے قاضِیَّ۔

اور اگر اسم کے آخر میں واو ماقبل مضموم ہو تو اسے یاء سے بدل کر ادغام کرتے ہیں اور آخر میں فتحہ دیتے ہیں جبکہ یاء کے ماقبل کو کسرہ دیا جاتا ہے جیسے جاء نی مسلمیَّ اس کی پوری تعلیل ۲۴، ۲۵ پر دیکھیں۔

☆☆☆

چھٹا باب

توابع

تابع وہ دوسرا اسم معرب ہے جس کا اعراب ایک ہی جہت سے پہلے اسم کے مطابق ہو۔ مثلاً جَاءَ زَیْدٌ عَالِمٌ۔ یہاں زَیْدٌ کا عامل لفظ جَاءَ ہے اور عَالِمٌ صفت ہے۔ یہ اس لئے مرفوع ہے کہ اس کا موصوف زَیْدٌ مرفوع ہے۔

اقسام تابع

تابع کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) صفت (۲) عطف بحرف (۳) تاکید (۴) عطف بیان (۵) بدل۔

صفت وہ تابع ہے جو اپنے متبوع یا متبوع کے متعلق میں پائے جانے والے معنی پر دلالت کرے۔ جیسے جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ۔ یہاں لفظ عَالِمٌ اپنے متبوع (رَجُلٌ) میں پائی جانے والی صفتِ علم پر دلالت کرتا ہے۔

جَاءَنِیْ رَجُلٌ اَبُوْہُ عَالِمٌ۔ یہاں لفظ عَالِمٌ۔ اپنے متبوع (رَجُلٌ) کے متعلق (اَبُوْہُ) میں پائی جانے والی صفتِ علم پر دلالت کرتا ہے۔ صفت کو نعت بھی کہا جاتا ہے۔ صفت کی پہلی قسم میں تابع دس چیزوں میں سے چار میں اپنے متبوع کی اتباع کرتا ہے۔

(۱) اعراب (رفع نصب وجر) (۲) تذکیر و تانیث (۳) واحد، تثنیہ، جمع
(۴) تعریف و تنکیر (معرفہ اور نکرہ ہونا)۔

مثالیں:

جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ۔ اِمْرَاَۃٌ عَالِمَۃٌ۔ رَجُلَانِ عَالِمَانِ۔ اِمْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ۔ رِجَالٌ عُلَمَاءُ نِسَاءٌ عَالِمَاتٌ۔ زَیْدُنِ الْعَالِمُ[1] زَیْدَانِ الْعَالِمَانِ زَیْدُوْنَ الْعَالِمُوْنَ۔

---

[1] مطلب یہ ہے کہ ان دس میں سے چار باتیں بیک وقت پائی جائیں گی مثلاً زیدن العالم۔ دونوں مرفوع ہیں۔ واحد، معرفہ اور مذکر ہیں۔

اسی طرح رَأَیْتُ رَجُلًا عَالِمًا۔ اور مَرَرْتُ بِرَجُلٍ عَالِمٍ وغیرہ دوسری قسم میں تابع پانچ چیزوں میں سے دو میں اپنے متبوع کی اتباع کرتا ہے۔

(۱) اعراب (رفع نصب وجر)   (۲) تعریف وتنکیر

جیسے:۔ مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا۔ یہاں (اَلْقَرْيَةُ) متبوع اور اَلظَّالِم تابع ہے۔ دونوں مجرور اور معرفہ ہیں۔ لیکن متبوع (اَلْقَرْيَةُ) مونث اور تابع (اَلظَّالِم) مذکر ہے۔

صفت کے فوائد

صفت کے مندرجہ ذیل فوائد ہیں:

(۱) اگر دونوں (تابع اور متبوع) نکرہ ہوں تو متبوع (موصوف) کی تخصیص ہو جاتی ہے۔ جیسے جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ۔

(۲) اگر دونوں معرفہ ہوں تو متبوع (موصوف) کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ جیسے: جَاءَنِیْ زَیْدُ نِ الْفَاضِلُ۔

(۳) مدح وثنا کے لئے آتی ہے جیسے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

(۴) مذمت کے لئے آتی ہے جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

(۵) تاکید کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ جیسے ارشادِ خداوند ہے:۔ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ۔

نوٹ:۔ نکرہ کی صفت جملہ خبریہ بھی آتی ہے۔ جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اَبُوْهُ قَائِمٌ۔ ضمیر نہ موصوف ہوتی ہے اور نہ کسی کی صفت بنتی ہے۔

عطف بحرف

وہ تابع ہے کہ جو کچھ اُس کے متبوع کی طرف منسوب ہوتا ہے اس کی نسبت اس کی طرف بھی ہوتی ہے اور اس نسبت سے یہ دونوں مقصود ہوتے ہیں۔ اسے عطف نسق بھی کہتے ہیں۔ عطف بحرف کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کے اور متبوع کے درمیان حروف عطف میں سے کوئی حرف ہو۔ جیسے قَامَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو۔

نوٹ: حروف عطف کا ذکر تیسری قسم میں آئے گا۔

ضوابط

(۱) اگر ضمیر مرفوع متصل پر عطف کرنا ہو تو ضمیر منفصل سے تاکید ضروری ہے۔ جیسے ضَرَبْتُ اَنَا وَزَیْدٌ۔ البتہ درمیان میں فاصلہ ہو تو ضمیر منفصل کی ضرورت نہیں۔ جیسے ضَرَبْتُ الْیَوْمَ وَزَیْدٌ۔

(۲) ضمیر مجرور متصل پر عطف کرنا ہو تو معطوف میں حرف جر دوبارہ لانا ضروری ہے۔ جیسے مَرَرْتُ بِکَ وَبِزَیْدٍ۔

(۳) معطوف، معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے۔ اگر پہلا (معطوف علیہ) صفت، خبر، صلہ یا حال ہو تو دوسرا (معطوف) بھی وہی ہوگا۔ یعنی یہ ہے کہ اگر معطوف، معطوف علیہ کے قائم مقام ہو سکے تو عطف جائز ہے ورنہ نہیں۔

(۴) دو مختلف عاملوں کے معمولوں پر ایک ہی حرف عطف سے عطف جائز ہے بشرطیکہ معطوف علیہ میں مجرور، مرفوع یا منصوب پر مقدم ہو۔ نیز معطوف میں بھی ایسا ہی ہو۔ جیسے فِی الدَّارِ زَیْدٌ وَالْحُجْرَةِ عَمْرٌو[۱]

نوٹ:۔ یہاں دو مذہب اور ہیں:۔

(۱) فراء کے نزدیک یہ عطف مطلقاً جائز ہے۔

(۲) سیبویہ کے نزدیک یہ عطف بالکل جائز نہیں۔

تاکید

وہ تابع ہے جو متبوع کی طرف کسی چیز کی نسبت کو پکا کرنے کے لئے آتا ہے۔ جَاءَنِیْ زَیْدٌ نَفْسُهٗ ۔ یا اس بات کو واضح کرنے کے لئے آتا ہے کہ حکم، متبوع کے تمام افراد کو شامل ہے جیسے سَجَدَ الْمَلٰئِکَةُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ۔

[۱] یہاں الْحُجْرَةِ کا عطف الدَّارِ پر ہے اور فی اس کا عامل ہے اور عَمْرٌو کا زَیْدٌ پر عطف ہے۔ دونوں میں ابتداء (معنوی عامل) ہے اور مجرور یعنی الدَّار اور الْحُجْرَة یعنی زید اور عمرو سے مقدم ہیں۔

تاکید کی قسمیں

تاکید کی دو قسمیں ہیں: (۱) تاکید لفظی (۲) تاکید معنوی

تاکید لفظی وہ تاکید ہے جسمیں پہلا لفظ تکرار کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے۔

جَاءَ نِیْ زَیْدٌ زَیْدٌ۔ قَامَ زَیْدٌ زَیْدٌ

جَاءَ نِیْ جَاءَ نِیْ زَیْدٌ۔ قَامَ قَامَ زَیْدٌ

تاکید لفظی میں حرف کا تکرار بھی ہوتا ہے جیسے اِنَّ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔

تاکید معنوی کے لئے چند الفاظ مقرر ہیں۔ جو یہ ہیں۔

نَفْسٌ۔ عَیْنٌ۔ کِلَا کِلْتَا۔ کُلٌّ۔ اَجْمَعُ۔ اَکْتَعُ۔ اَبْتَعُ۔ اَبْصَعُ۔ نَفْسٌ اور عَیْنٌ صیغے اور ضمیر کی تبدیلی کے ساتھ واحد، تثنیہ اور جمع تینوں کے لیے آتے ہیں۔ جیسے۔ جَاءَ نِیْ زَیْدٌ نَفْسُهٗ۔ جَاءَ نِیْ الزَّیْدَانِ اَنْفُسُهُمَا یا نَفْسَا هُمَا۔ جَاءَ نِیْ الزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُهُمْ۔

لفظ عَیْنٌ بھی اسی طرح استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً:۔ عَیْنُهٗ۔ اَعْیُنُهُمَا یا عَیْنَا هُمَا اور اَعْیُنُهُمْ مونث کے لئے مونث کی ضمیر لگا کر استعمال کرتے ہیں مثلاً: جَاءَ تْنِیْ هِنْدٌ نَفْسُهَا۔ هِنْدَانِ اَنْفُسُهُمَا یا نَفْسَاهُمَا۔ هِنْدَاتٌ اَنْفُسُهُنَّ۔ لفظ عین کو بھی اسی پر قیاس کیجیے۔

کِلَا اور کِلْتَا صرف تثنیہ مذکر اور مونث کے لئے استعمال ہوتے ہیں جیسے:۔ قَامَ الرَّجُلَانِ کِلَاهُمَا۔ قَامَتِ الْمَرْءَ تَانِ کِلْتَا هُمَا۔

کُلٌّ۔ اَجْمَعُ۔ اَکْتَعُ اَبْتَعُ اَبْصَعُ، واحد اور جمع کے لئے آتے ہیں اور کُلٌّ میں متصل ضمیر کو بدلنا پڑتا ہے۔ جیسے اِشْتَرَیْتُ الْعَبْدَ کُلَّهٗ اور جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ کُلُّهُمْ۔ اِشْتَرَیْتُ الْجَارِیَةَ کُلَّهَا۔ جَاءَ تِ النِّسَاءُ کُلُّهُنَّ۔

تاکید کے باقی الفاظ میں صیغوں کو بدلنا پڑتا ہے۔ جیسے:۔

اِشْتَرَیْتُ الْعَبْدَ کُلَّهٗ اَجْمَعَ۔ اَکْتَعَ اَبْتَعَ۔ اَبْصَعَ۔ جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اَکْتَعُوْنَ اَبْتَعُوْنَ اَبْصَعُوْنَ۔ اِشْتَرَیْتُ الْجَارِیَةَ کُلَّهَا جَمْعَاءَ کَتْعَاءَ بَصْعَاءَ۔ قَامَتِ النِّسَاءُ کُلُّهُنَّ جُمَعُ کُتَعُ بُتَعُ۔ بُصَعُ۔

نوٹ:۔

(۱) لفظ نَفْسٌ ' اور عَیْنٌ' کے ذریعے ضمیر مرفوع متصل کی تاکید مطلوب ہو تو مرفوع منفصل ضمیر کے ساتھ تاکید واجب ہے جیسے: ضَرَبْتَ اَنْتَ نَفْسُكَ۔

(۲) كُلٌّ ' اور اَجْمَعُ کے ساتھ اسی چیز کی تاکید ہو سکتی ہے جس کے اجزاء ہوں اور وہ حسی طور پر یا حکما متفرق ہو سکیں۔ جیسے جَاءَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ[1] اور اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهٗ۔[2] لہذا اَكْرَمْتُ الْعَبْدَ كُلَّهٗ کہنا صحیح نہیں[3]۔

(۳) اَكْتَعُ وغیرہ اَجْمَعُ کے تابع ہوتے ہیں۔
اسی لئے یہ اَجْمَعُ کے بغیر نہیں آتے اور نہ ہی اس پر مقدم ہوتے ہیں۔

بدل

وہ تابع ہے کہ جو کچھ اس کے متبوع کی طرف منسوب ہوتا ہے اس کی طرف بھی اس کی نسبت ہوتی ہے اور نسبت سے یہی مقصود ہوتا ہے متبوع مقصود نہیں ہوتا اس کے متبوع کو مُبْدَل مِنہ کہتے ہیں۔

بدل کی اقسام: بدل کی چار قسمیں ہیں۔
(۱) بدل الکل (۲) بدل البعض (۳) بدل الاشتمال (۴) بدل الغَلَط

(۱) بدل الکل: وہ بدل ہے کہ اس کا مدلول متبوع کا مدلول ایک ہی ہوتا ہے جیسے جَاءَنِیْ زَيْدٌ اَخُوْكَ ۔(زید اور بھائی ایک ہی شخص کو کہا گیا)۔

(۲) بدل البعض: وہ بدل ہے کہ اس کا مدلول، متبوع کے مدلول کا جزء ہوتا ہے جیسے ضَرَبْتُ زَيْدًا رَاْسَهٗ۔ (سر، زید کا جزء ہے)

---

[1] قوم، کئی افراد پر مشتمل ہوتی ہے اور وہ الگ الگ ہو سکتے ہیں۔ یہاں حسی طور پر تقسیم ممکن ہے۔
[2] غلام کی تقسیم حسی طور پر نہیں ہو سکتی البتہ حکما ممکن ہے کیونکہ ایک غلام کے بعض حصے کو خریدا جا سکتا ہے۔
[3] عزت واحترام کے اعتبار سے غلام کی تقسیم نہیں ہو سکتی یعنی ایسا نہیں ہو سکتا کہ غلام کے بعض اجزاء کا احترام جائے۔ بلکہ پوری شخصیت کا احترام ہوتا ہے۔

(۳) بدل الاشتمال: وہ بدل ہے کہ اس کا مدلول، متبوع کا متعلق ہو جیسے سُلِبَ زَیدٌ ثَوبُہٗ۔ اَعجَبَنِی عَمرٌو عِلمُہٗ (کپڑا اور علم زید کا جسمانی حصہ نہیں بلکہ اس کے ساتھ ان کا تعلق ہے۔

(۴) بدل الغلط: وہ بد ہے جو غلطی کے بعد ذکر کیا جائے جیسے جَاءَنِی زَیدٌ، جَعفَرٌ رَاَیتُ رَجُلًا حِمَارًا۔

نوٹ:۔

اگر بدل نکرہ اور مبدل منہ معرفہ ہو تو بدل کے لئے صفت لانا ضروری ہے جیسے ارشادِ خداوندی ہے۔ بِالنَّاصِیَۃِ نَاصِیَۃٍ کَاذِبَۃٍ[1] اگر اس کے برعکس صورت ہو یا دونوں ایک جیسے ہوں تو صفت لانا ضروری نہیں[2]

عطف کا بیان

وہ تابع ہے جو صفت تو نہیں ہوتا لیکن اپنے متبوع کی وضاحت کرتا ہے۔ اور وہ کسی چیز کے نام اور کنیت میں سے زیادہ مشہور کے ساتھ لایا جاتا ہے۔ جیسے قَامَ اَبُو حَفصٍ عُمَرُ۔ قَامَ اَبُو عَبدُ اللّٰہِ عُمَرُ۔

سوالات

(۱) مجرورات کی کتنی اور کونسی قسمیں ہیں۔

(۲) صفت کتنی اور کون کونسی باتوں میں اپنے متبوع کے مطابق ہوتی ہے وضاحت سے لکھیں۔

(۳) تاکید لفظی اور تاکید معنوی میں کیا فرق ہے۔ نیز تاکید کے لئے کون کون سے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

(۴) جاء نی رجل عالم ابوہ ۔ رایت حمارا فرسا۔ جاء ابو حفص عمر۔
مندرجہ بالا جملوں کی ترکیب کریں اور بتائیں کہ یہ کون کون سے توابع ہیں۔

---

[1] یہاں ناصیۃ بدل نکرہ ہے اور اس کی صفت کاذبۃ ہے۔

[2] یعنی جب بدل معرفہ اور مبدل منہ نکرہ ہو۔ جیسے جاءنی اخٌ لک زیدٌ یا دونوں معرفہ ہوں، جیسے جاءنی زیدٌ اخوک یا دونوں نکرہ ہوں جیسے جاء رجلٌ غلامٌ لک۔

(۵) عطف بحرف کا دوسرا نام کیا ہے نیز عطف بحرف اور عطف بیان میں کیا فرق ہے۔

(۶) اسم صحیح یا جاری مجریٰ صحیح کی یائے متکلم کی طرف اضافت کے سلسلے میں بیان کئے گئے قواعد کا جائزہ پیش کریں۔

☆☆☆

ساتواں باب

اسم مبنی

اسم مبنی وہ اسم ہے جو غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو یا مبنی الاصل کے مشابہ ہو۔ پہلی صورت میں یہ اسم بالفعل مبنی اور بالقوۃ معرب ہوتا ہے جیسے حروف تہجی اَحَدٌ، اِثْنَانِ۔ ثَلٰثَةٌ۔ اور زَیْدٌ، جب یہ اسماء کسی دوسرے کلمہ کے ساتھ مرکب نہ ہوں تو مبنی ہوتے ہیں۔[1]

مبنی الاصل سے مشابہت

مبنی الاصل سے مشابہت کی تین صورتیں ہیں:۔

(۱) وہ اسم اپنے معنی پر دلالت کے لئے کسی قرینے کا محتاج ہو جیسے اسمائے اشارہ اور اسمائے موصولہ۔ مشارٌ الیہ اور صلہ کے محتاج ہوتے ہیں۔

(۲) وہ اسم تین حروف سے کم ہو جیسے مَنْ اور ذَا۔

(۳) وہ اسم کسی حرف کے معنی کو متضمن ہو جیسے اَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک۔ اصل میں یہ اَحَدٌ وَّ عَشَرٌ تھا۔ واؤ کو حذف کر دیا۔

---

[1] مشترک ضمیروں کو نکال کر باقی بارہ ضمیریں بچتی ہیں۔ اور ضمیر کی قسمیں پانچ ہیں (۱) مرفوع متصل (۲) منصوب متصل (۳) مجرور متصل (۴) مرفوع منفصل (۵) منصوب منفصل۔ جب ہر قسم میں بارہ ضمیریں ہوگی تو پانچ قسموں میں مجموعی تعداد ستر ہو جائے گی۔

مبنی کا حکم

مبنی کا حکم یہ ہے کہ عوامل کے بدلنے سے اس کے آخر میں کوئی تبدیلی نہیں آتی اور اس کی حرکات ضمہ، فتح، کسرہ ہیں اور اس کے سکون کو وقف کہا جاتا ہے۔

مبنی کی اقسام

اسم مبنی (اسم غیر متمکن) کی آٹھ قسمیں ہیں۔

(۱) مضمرات (۲) اسمائے اشارات (۳) اسمائے موصولہ (۴) اسمائے افعال (۵) اسمائے اصوات (۶) مرکبات (۷) کنایات (۸) بعض ظروف۔

مضمرات

یہ مضمر کی جمع ہے اور مضمر وہ اسم مبنی ہے جو متکلم، مخاطب یا اس غائب پر دلالت کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہو جس کا لفظاً یا معنیً پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

مضمر یعنی ضمیر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ضمیر متصل (۲) ضمیر منفصل۔

متصل: وہ ضمیر ہے جو تنہا مستعمل نہ ہو۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) ضمیر مرفوع متصل: جیسے ضَرَبْتُ سے ضَرَبْنَ تک۔

(۲) ضمیر منصوب متصل: جیسے ضَرَبَنِی سے ضَرَبَهُنَّ تک اور نِی سے هُنَّ تک۔

(۳) ضمیر مجرور متصل: جیسے غُلَامِی سے غُلَامُهُنَّ تک اور ی سے هُنَّ تک۔

منفصل: وہ ضمیر ہے جو تنہا استعمال ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

(ا) ضمیر مرفوع منفصل: جیسے اَنَا سے هُنَّ تک۔

(ب) ضمیر منصوب منفصل: جیسے اِیَّایَ سے اِیَّاهُنَّ تک۔

نوٹ: کل ستر ضمیریں ہیں۔

ضمیر مستتر

ضمیر مرفوع متصل بعض اوقات پوشیدہ ہوتی ہے اور اسے ضمیر مستتر کہتے ہیں۔ مندرجہ ذیل مقامات میں ضمیر مرفوع متصل مستتر ہوتی ہے۔

(۱) ماضی کے صیغہ واحد مذکر غائب اور واحد مونث غائب میں جیسے ضَرَبَ میں ھُوَ اور ضَرَبَتْ میں ھِیَ۔

(۲) مضارع کے صیغہ واحد متکلم، جمع متکلم، واحد مذکر حاضر، واحد مذکر غائب اور واحد مونث غائب میں جیسے اَضْرِبُ میں (اَنَا) نَضْرِبُ میں (نَحْنُ) تَضْرِبُ میں (اَنْتَ) یَضْرِبُ میں (ھُوَ) تَضْرِبُ میں (ھِیَ)۔

(۳) اسم فاعل کے تمام صیغوں میں جیسے ضَارِبٌ، میں (ھُوَ) ضَارِبَان میں (ھُمَا) (آخر تک) ضَارِبَةٌ میں (ھِیَ) ضَارِبَتَان میں (ھُمَا) آخر تک۔

(۴) اسم مفعول کے تمام صیغوں میں جیسے مَضْرُوْبٌ میں (ھُوَ) اور مَضْرُوْبَةٌ میں (ھِیَ) آخر تک۔

نوٹ: صفت مشبہ اور اسم تفضیل کے تمام صیغوں میں بھی ضمیر مستتر ہوتی ہے۔

ضمیر منفصل کا استعمال

ضمیر منفصل کا استعمال اسی وقت جائز ہوتا ہے جب ضمیر متصل کا استعمال ناممکن ہو جیسے اِیَّاکَ نَعْبُدُ[1] اور مَا ضَرَبَكَ اِلَّا اَنَا[2]۔

ضمیر شان و ضمیر قصہ

بعض اوقات ضمیر مرفوع منفصل غائب جملے کے شروع میں آتی ہے اور مذکورہ جملہ اس کی وضاحت کرتا ہے اگر یہ مذکر کی ضمیر ہو تو اُسے ضمیر شان کہتے ہیں اور اگر مونث کی ضمیر ہو تو اُسے ضمیر قصہ کہا جاتا ہے۔

(۱) ضمیر شان کی مثال: ھُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (شان یہ ہے کہ اللہ تعالٰی ایک ہے)۔

(۲) ضمیر قصہ کی مثال: اِنَّھَا زَیْنَبُ قَائِمَةٌ۔ (قصہ یہ ہے کہ زینب کھڑی ہے)۔

[1] ضمیر کے اپنے عامل پر مقدم ہونے کی وجہ سے اتصال ممتنع ہے۔

[2] عامل اور ضمیر کے درمیان اِلَّا فاصل ہونے کی وجہ سے اتصال ممتنع ہے۔

ضمیر فصل

اگر مبتدا کی خبر معرفہ یا اسم تفضیل ہو تو مبتدا اور خبر کے درمیان ضمیر مرفوع منفصل لائی جاتی ہے جو واحد، تثنیہ، جمع، مذکر، مونث، متکلم، مخاطب اور غائب ہونے میں مبتدا کے مطابق ہوتی ہے اس ضمیر کو ضمیر فصل کہا جاتا ہے جیسے زَیْدٌ ھُوَ [illegible] کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ۔

اسمائے اشارہ

وہ اسماء ہیں جو مشار الیہ پر دلالت کے لئے وضع کئے گئے ہوں۔ یہ پانچ قسم کے الفاظ ہیں جو چھ معانی کے لئے آتے ہیں۔

نوٹ:۔ جس چیز کی طرف اشارہ کیا جائے اسے مشار الیہ کہتے ہیں۔

وجہ حصر

مشار الیہ مذکر ہوگا یا مونث پھر دونوں صورتوں میں واحد یا تثنیہ یا جمع ہوگا۔ اس طرح کل چھ اقسام بن گئیں۔ چونکہ جمع مذکر اور جمع مونث کے لئے ایک ہی قسم کا اسم اشارہ استعمال ہوتا ہے لہذا پانچ قسم کے اسمائے اشارہ ہیں جو چھ معانی پر دلالت کرتے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

ذَا: واحد مذکر کے لئے۔

ذَانِ: ذَیْنِ[1] تثنیہ مذکر کے لئے (ذَانِ حالت رفع میں اور ذَیْنِ حالت نصب و جر میں)۔

تَا۔ تِیْ۔ تِہٖ۔ ذِہٖ۔ ذِھِیْ۔ تِھِیْ: واحد مونث کے لئے۔

تَانِ۔ تَیْنِ: تثنیہ مونث کے لئے (تَانِ حالتِ رفع اور تَیْنِ حالت نصب و جر میں)۔

---

[1] اگر کہا جائے کہ حالت رفع میں ذَانِ اور حالت نصب و جر میں ذَیْنِ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معرب ہے حالانکہ اسم اشارہ مبنی کی قسم ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسم اشارہ حرف کے مشابہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہے۔ ذَانِ اور حالت نصب و جر میں ذَیْنِ پڑھا جاتا ہے۔ (حاشیہ نحو میر از علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری مدظلہ)۔

اُوْ لَاءِ (مد کے ساتھ) اُوْلٰی (الف مقصورہ کے ساتھ) جمع مذکر اور جمع مونث کے لئے۔

بعض اوقات اسمائے اشارہ کے شروع میں ہائے تنبیہ لگا دیتے ہیں۔ جیسے هٰذَا۔ هٰذَانِ۔ هٰؤُلَاءِ۔

اسی طرح اسمائے اشارہ کے آخر میں حرف خطاب کا اضافہ بھی کیا جاتا ہے۔ حروف خطاب بھی پانچ ہیں جو چھ معانی کے لئے آتے ہیں۔

كَ: واحد مذکر مخاطب کے لئے۔

كُمَا: تثنیہ مذکر ومونث مخاطب کے لئے۔

كُمْ: جمع مذکر مخاطب کے لیے۔

كِ: واحد مونث مخاطب کے لئے۔

كُنَّ: جمع مونث مخاطب کے لئے۔

چونکہ اسمائے اشارہ پانچ ہیں اس لئے جب اسمائے اشارہ کے ساتھ یہ تمام حروف لگائے جائیں گے تو پچیس صورتیں بنیں گی۔ مثلاً ذَاكَ۔ ذَاكُمَا۔ ذَاكُمْ۔ ذَاكِ۔ ذَاكُنَّ[1]

اسی طرح ذَانِ۔ تَا۔ تَانِ اور اُوْلَاءِ کیساتھ بھی یہ پانچوں حروف خطاب لگائے جا سکتے ہیں۔ لہٰذا پانچ کو پانچ سے ضرب دیں تو پچیس صورتیں بن گئیں۔

نوٹ:۔ اسم اشارہ ذَا قریب کے لئے۔ ذٰلِكَ[2] دور کے لئے اور ذَاكَ درمیانی مسافت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اسمائے موصولہ

اسم موصول وہ اسم مبنی ہے جو اپنے صلہ سے مل کر جملے کا مکمل جزء بنتا ہے۔ صلہ جملہ خبریہ ہوتا ہے اور اس میں ایسی ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو اسم موصول کی طرف لوٹتی ہو۔

---

[1] اس کا مطلب یہ ہے کہ مشارٌ الیہ وہی واحد مذکر ہے لیکن مخاطب، تثنیہ، جمع، مذکر اور مونث ہونے میں بدل گئے (حاشیہ نحو میر: محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ)۔

[2] بعض اوقات کاف خطاب سے پہلے لام مکسور لگا دیتے ہیں۔

جیسے جَاءَ الَّذِیْ اَبُوْہُ قَائِمٌ۔ اس میں (اَلَّذِیْ) اسم موصول ہے، اَبُوْہُ قَائِمٌ جملہ اسمیہ خبریہ صلہ ہے اور اَبُوْہُ کی ضمیر مجرور اَلَّذِیْ اسم موصول کی طرف لوٹتی ہے۔

اسی طرح جَاءَ الَّذِیْ قَامَ اَبُوْہُ میں الذی کا صلہ جملہ فعلیہ خبریہ قَامَ اَبُوْہُ ہے۔

اسمائے موصولہ درج ذیل ہیں:۔

اَلَّذِیْ: (واحد مذکر) اَللَّذَانِ (تثنیہ مذکر حالتِ رفع)۔

اَللَّذَیْنِ: (تثنیہ مذکر حالتِ نصب و جر) اُولَاءِ اور اَلَّذِیْنَ (جمع مذکر)۔

اَلَّتِیْ: (واحد مؤنث) اَللَّتَانِ (تثنیہ مؤنث حالتِ رفع)۔

اَللَّتَیْنِ: (تثنیہ مؤنث حالت نصب و جر) اَللَّاتِیْ۔ اَللَّوَاتِیْ۔ اَللَّاءِ اور اَللَّائِیْ (جمع مؤنث)۔

مَا۔ مَنْ۔ اَیٌّ اور اَیَّۃٌ۔

نوٹ:۔

(۱) قبیلہ بنو طے کی لغت میں ذُوْ بمعنی الذی بھی اسمائے موصولہ میں سے ہے۔ جیسے شاعر کا قول ہے۔

فَاِنَّ الْمَاءَ مَاءُ اَبِیْ وَجَدِّیْ
وَبِئْرِیْ ذُوْ حَفَرْتُ وَذُوْ طَوَیْتُ

یہاں ذُوْ حَفَرْتُ بمعنی اَلَّذِیْ حَفَرْتُ اور ذو طویت بمعنی اَلَّذِیْ طَوَیْتُ ہے۔ یہ پانی (جس میں جھگڑا ہو رہا ہے) میرے باپ دادا کا پانی ہے اور میرا کنواں وہ جس کو میں نے خود کھودا اور اس کی منڈیر میں نے بنائی ہے)۔

(۲) اسم فاعل اور اسم مفعول کے شروع میں جو الف لام ہوتا ہے وہ اَلَّذِیْ کا معنی دیتا ہے اور اسم فاعل یا اسم مفعول اس کا صلہ ہوتا ہے جیسے:۔ جَاءَ نِی الضَّارِبُ۔ یعنی اَلَّذِیْ یَضْرِبُ زَیْدًا۔ جَاءَ نِی الْمَضْرُوْبُ غُلَامُہٗ۔ یعنی اَلَّذِیْ یُضْرَبُ غُلَامُہٗ۔

(۳) اگر اسم موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر، مفعول کی ضمیر ہو تو اسے حذف کرنا بھی جائز ہے جیسے قَامَ الَّذِیْ ضَرَبْتُہٗ کو قَامَ الَّذِیْ ضَرَبْتُ پڑھ سکتے ہیں۔

تنبیہ: اَیٌّ اور اَیَّۃٌ معرب ہیں، البتہ جب ان کے صلہ کے شروع والے کلمہ کو حذف کیا

جائے تو مبنی ہوتے ہیں۔ مثلاً ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا۔ یہاں أَشَدُّ سے پہلے هُوَ ضمیر تھی جسے حذف کیا گیا یعنی هُوَ أَشَدُّ۔

اسمائے افعال

اسم فعل وہ اسم ہے جو فعل کا معنی دیتا ہے۔ اسمائے افعال کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) اسمائے افعال بمعنی امر حاضر (۲) اسمائے افعال بمعنی فعل ماضی۔

اسمائے افعال بمعنی امر حاضر درج ذیل ہیں:۔

رُوَيْدَ:۔ تو ضرور مہلت دے۔ هَيْتَ لَكَ: آ۔ هَلُمَّ: لاؤ۔ صَهْ: اس وقت چُپ رہو۔ حَيَّهَلْ: آؤ۔ مَهْ: ابھی چھوڑ۔ بَلْهَ: تو ضرور چھوڑ دو۔ مَهْ: کبھی چھوڑ۔ دُوْنَكَ: پکڑو۔ عَلَيْكَ: لازم پکڑو۔ هَاتِ: لا۔

اسمائے افعال بمعنی فعل ماضی درج ذیل ہیں:

هَيْهَاتَ: دُور ہوا۔ سَرْعَانَ: جلدی کی۔ شَتَّانَ: جُدا ہوئے۔

شَتَّانَ کا فاعل کم از کم دو چیزیں ہوتی ہیں جیسے شَتَّانَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو۔ زید اور عمرو ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔

نوٹ:۔ ثلاثی مجرد سے فَعَالِ کے وزن پر اسم فعل بمعنی امر آتا ہے۔ اور یہ قیاس کے مطابق ہے جیسے نَزَالِ بمعنی اُنْزُلْ (تو اُتر) تَرَاكِ بمعنی اُتْرُكْ (تو چھوڑ)[1]

---

[1] فَعَالِ جب مصدر معرفہ ہو جیسے فَجَارِ بمعنی اَلْفُجُوْرُ یا مؤنث کی صفت ہو جیسے فَسَاقِ بمعنی فَاسِقَةٌ یا لَكَاعِ بمعنی یا لا کِعَةُ یا مؤنث کا علم ہو جیسے قَطَامِ، غَلَابِ، حَضَارِ تو وہ (فَعَالِ) بھی مبنی ہونے کے اعتبار فَعَالِ بمعنی امر سے ملحق ہوتا ہے۔

نوٹ:۔ آخری تین (قَطَامِ۔ غَلَابِ۔ حَضَارِ) اسمائے افعال نہیں ہیں۔ محض وزن کی مناسبت سے یہاں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

اسمائے اصوات

جو لفظ کسی آواز کی حکایت کے لئے بولا جائے یا اس کے ذریعے کسی جانور کو آواز دی جائے اُسے اسم صوت کہتے ہیں۔

(۱) غَاقِ: کوّے کی آواز (۲) نَخْ: اونٹ بٹھانے کی آواز

مرکب بنائی

جب کوئی اسم دو کلموں سے مرکب ہو اور اُن کے درمیان اسنادی یا اضافی نسبت نہ ہو تو اُسے مرکب بنائی کہتے ہیں۔

مرکب بنائی کا دوسرا کلمہ کسی حرف کو شامل ہو تو دونوں جز فتح پر مبنی ہوتے ہیں جیسے اَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک۔ اصل میں یہ اَحَدٌ وَّ عَشَرٌ اور تِسْعَةٌ وَعَشَرٌ تھے۔ البتہ اِثْنَا عَشَرَ کا پہلا جز معرب ہے۔

اگر اس کا دوسرا جزء کسی حرف کو شامل نہ ہو تو اُسے پڑھنے کے کئی طریقے ہیں جن میں سے زیادہ فصیح طریقہ یہ ہے کہ پہلا جز فتح پر مبنی ہوگا اور دوسرا جز معرب ہوگا البتہ اس کا اعراب وہی ہوگا جو غیر منصرف کا ہوتا ہے جیسے جَاءَنِیْ بَعْلَبَكُّ، رَاَیْتُ بَعْلَبَكَّ۔ مَرَرْتُ۔ بِبَعْلَبَكَّ۔

اسمائے کنایات

وہ اسماء جنہیں کسی مبہم (پوشیدہ) چیز پر بولنے کے لئے وضع کیا گیا ہو ان کی دو قسمیں ہیں:۔

(۱) وہ اسمائے کنایات جو عدد مبہم پر دلالت کریں جیسے کَمْ اور کَذَا۔

(۲) وہ اسمائے کنایات جو مبہم بات پر دلالت کریں جیسے کَیْتَ، ذَیْتَ۔

کَمْ کی اقسام

کَمْ کی دو قسمیں ہیں: (۱) استفہامیہ (۲) خبریہ

کَمْ استفہامیہ کا مدخول مفرد ہوتا ہے اور تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب پڑھا جاتا ہے جیسے کَمْ رَجُلاً عِنْدَكَ۔

کَمْ خبریہ کا مدخول مفرد ہو یا جمع مجرور ہوتا ہے۔

مفرد کی مثال: کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُهٗ۔

جمع کی مثال: کَمْ رِجَالٍ لَقِیْتُهُمْ۔

نوٹ:۔ کَمْ خبریہ کثرت کا معنی پیدا کرتا ہے جیسے کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُهٗ میں نے کتنا ہی مال خرچ کیا (یعنی بہت **مال** خرچ کیا)۔

کبھی کَمْ پر مِنْ بیانیہ بھی داخل ہوتا ہے چاہے کَمْ استفہامیہ ہو یا خبیر جیسے کَمْ مِنْ رَجُلٍ لَقِیْتَهٗ۔ کَمْ مِنْ مَّالٍ اَنْفَقْتَهٗ۔

بعض اوقات کسی قرینے کی وجہ سے تمیز کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے کَمْ مَالُكَ: یعنی کَمْ دِیْنَارًا مَالُكَ ۔ کَمْ ضَرَبْتُ: یعنی کَمْ ضَرْبَةٍ ضَرَبْتُ اور کم استفہامیہ ہو یا خبیرہ، مثلاً منصوب بھی ہوتا ہے مجرور بھی اور مرفوع بھی اگر کَمْ کے بعد والا فعل ضمیر منصوب سے خالی ہو تو تین صورتوں میں کَمْ مَحلاً منصوب اور دو صورتوں میں محلا مجرور ہوگا۔

حالت نصب کی تین صورتیں

(۱) جب مفعول بہ واقع ہو: جیسے کَمْ رَجُلاً ضَرَبْتُ۔ کَمْ غُلَامٍ مَلَكْتُ۔

(۲) مفعول مطلق واقع ہو: جیسے کَمْ ضَرْبَةً ضَرَبْتَ۔ کَمْ ضَرْبَةٍ ضَرَبْتَ۔

(۳) مفعول فیہ واقع ہو: جیسے کَمْ یَوْمًا سِرْتَ۔ کَمْ یَوْمٍ صُمْتَ۔

حالتِ جر کی دوصورتیں

(ا) جب اس سے پہلے حرف جر ہو۔ جیسے بِکَمْ رَجُلاً مَرَرْتُ۔ عَلیٰ کَمْ رَجُلٍ حَکَمْتُ۔ (ب) جب اس سے پہلے مضاف ہو جیسے غُلَامَ کَمْ رَجُلاً ضَرَبْتَ۔ مَالَ کَمْ رَجُلٍ سَلَبْتَ۔

حالتِ رفع کی دوصورتیں

اگر اس کے بعد ایسا فعل ناصب نہ ہو جو ضمیر سے خالی ہو اور اس سے پہلے حرف جر یا مضاف بھی نہ ہو تو طرف ہوگا۔ یا نہیں اگر ظرف نہ ہو تو مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوتا ہے جیسے کَمْ رَجُلاً اَخُوْکَ ۔ کَمْ رَجُلٍ ضَرَبْتَہٗ اگر ظرف ہو تو بطورِ خبر مرفوع ہوتا ہے جیسے کَمْ یَوْماً سَفَرُکَ ۔ کَمْ شَہْرٍ صَوْمِیْ۔ یہاں خبر مقدم اور مبتدا مئوخر ہے۔

اسمائے ظروف

اسمائے ظروف کی دوقسمیں ہیں: (ا) ظروف زمان (۲) ظروف مکان۔

ظروفِ زمان: اِذْ۔ اِذَا۔ مَتیٰ۔ کَیْفَ ۔ اَیَّانَ۔ مُذْ۔ مُنْذُ۔ قَبْلُ۔ بَعْدُ۔ قَطُّ۔ عَوْضُ۔ اَمْسِ۔

ظروفِ مکان: فَوْقُ۔ تَحْتُ۔ حَیْثُ۔ اَیْنَ۔ اَنّیٰ۔ عِنْدَ۔ لَدیٰ۔ لَدُنْ۔ قُدَّامُ۔ خَلْفُ۔

ظروفِ زمان

اِذْ:۔

یہ ماضی کے لئے آتا ہے اور اس کے بعد جملہ اسمیہ اور فعلیہ دونوں آتے ہیں۔ جیسے اِذْطَلَعَتِ الشَّمْسُ اور اِذِالشَّمْسُ طَالِعَۃٌ۔

اِذَا:۔

یہ مستقبل کے لئے آتا ہے اور اگر ماضی پر داخل ہو تو اسے بھی مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے اِذَاجَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ۔

اِذَا میں شرط کا معنی پایا جاتا ہے اور اس کے بعد جملہ اسمیہ بھی آسکتا ہے۔ جیسے

اجلس حیث طلعت الشمس۔

اس کے بعد جملہ فعلیہ آتا ہے۔ جیسے اجلس حیث طلعت الشمس۔ کبھی
جملہ اسمیہ (جو مبتدا و خبر ہو) بھی آتا ہے اور اس صورت میں اس کے بعد کا مبتدا
واقع ہوتا ہے۔ جیسے جلست حیث الشیخ واقف۔ یہاں "الشیخ" مبتدا ہے۔

متی۔ یہ شرط یا استفہام کے معنی کے لئے آتا ہے۔

شرط کی مثال متی تصم اصم۔ استفہام کی مثال متی تسافر۔

ایّان۔

وقت پوچھنے کے لئے آتا ہے جیسے ایّان یومُ الدّین۔

مُذ، مُنذُ۔

اگر متی کے ساتھ سوال کے جواب میں آئیں تو ابتدائے مدت بتانے کے لئے آتے ہیں۔ جیسے کسی نے پوچھا مَتٰی مَا رَأَیْتَ زَیْدًا۔ تو نے زید کو کب سے نہیں دیکھا تو جواب میں کہتا ہے۔ مَا رَأَیْتُہٗ مُذْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ یا مُنْذُ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ۔ یعنی میرے زید کو نہ دیکھنے کا آغاز جمعہ کے دن سے ہوا۔

اگر کم کے ساتھ سوال کے جواب میں آئیں تو پوری مدت بتانے کے لئے آتے ہیں جیسے پوچھا جائے کَمْ مُدَّۃً مَا رَأَیْتَ زَیْدًا۔ کتنی مدت ہوئی کہ تم نے زید کو نہیں دیکھا۔ اس کے جواب میں کہا جائے گا مَا رَأَیْتُہٗ مُذْ یَوْمَیْنِ یا مُنْذُ یَوْمَیْنِ۔ یعنی اُسے نہ دیکھنے کی تمام مدت دو دن ہے۔

قَبْلُ بَعْدُ۔

اگر ان کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو (متکلم کی نیت میں ہو) تو مبنی ہوتے ہیں جیسے لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ۔ یعنی مِنْ قَبْلِ کُلِّ شَیْءٍ وَمِنْ بَعْدِ کُلِّ شَیْءٍ۔ اور اگر ان کا مضاف الیہ محذوف ہو اور متکلم کی نیت میں بھی نہ ہو یا محذوف ہی نہ ہو تو یہ معرب ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مندرجہ بالا آیت کو لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلٍ

و من بعد بھی پڑھا جاتا ہے۔

نوٹ۔ جن ظروف کا مضاف الیہ محذوف ہو ان کو غایات بھی کہتے ہیں کیونکہ کلام ان پر ختم ہوتی ہے۔

قَطُّ۔

یہ ماضی منفی کی تاکید کے لئے آتا ہے۔ جیسے مَا رَأَیْتُہٗ قَطُّ۔ میں نے اس کو بالکل نہیں دیکھا۔

عَوْضُ۔

یہ مستقبل منفی کی تاکید کے لئے آتا ہے اور اس میں استغراق کا معنیٰ ہے۔ جیسے لَا اَضْرِبُہٗ عَوْضُ میں اسے کبھی بھی نہیں ماروں گا۔

اَمْسِ۔

یہ اہل حجاز کے نزدیک کسرہ پر مبنی ہوتا ہے اور گزرے ہوئے دن کے لئے آتا ہے۔ جیسے مَا رَأَیْتُہٗ اَمْسِ۔

ظروف مکان

فَوْقُ۔ تَحْتُ:۔

جب یہ مضاف ہوں اور مضاف الیہ متکلم کی نیت میں ہو تو مبنی ہوتے ہیں ورنہ یہ معرب ہیں۔

قُدَّامُ۔ خَلْفُ:۔

ان کا وہی حکم ہے جو فَوْقُ اور تَحْتُ کا ہے۔

حَیْثُ:۔

اس کے مبنی ہونے کی شرط یہ ہے کہ جملہ کی طرف مضاف ہو۔ جیسے اِجْلِسْ حَیْثُ

يَجْلِسُ زَيْدٌ ۔

بعض اوقات یہ مفرد کی طرف بھی مضاف ہوتا ہے اور اس صورت میں بعض نحوی اسے معرب خیال کرتے ہیں۔

اَيْنَ و اَنّٰى ۔

یہ دونوں استفہام اور شرط کے لئے آتے ہیں۔

استفہام کی مثال: اَيْنَ تَمْشِيْ۔ اَنّٰى تَقْعُدُ۔

شرط کی مثال: اَيْنَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ۔ اَنّٰى تَقْعُدْ اَقْعُدْ۔ اَنّٰى فعل کے بعد ہو تو کَيْفَ کے معنی میں آتا ہے جیسے فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ (كَيْفَ شِئْتُمْ)۔

عِنْدَ ۔

یہ فتح پر مبنی ہوتا ہے جیسے اَلْمَالُ عِنْدَ زَيْدٍ۔

لَدٰى و لَدُنْ ۔

دونوں عِنْدَ کے معنی میں آتے ہیں۔ جیسے اَلْمَالُ لَدٰى زَيْدٍ۔ البتہ عِنْدَ اور ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ عِنْدَ میں مال وغیرہ کا پاس ہونا ضروری نہیں بلکہ اس کی ملک میں ہونا کافی ہے۔ مثلاً اگر زید کا مال بنک میں ہو تو بھی اَلْمَالُ عِنْدَ زَيْدٍ کہہ سکتے ہیں لیکن لَدٰى اور لَدُنْ میں مال کا پاس ہونا ضروری ہے۔

نوٹ:۔ اگر غیر مبنی ظروف جملہ یا لفظ اِذْ کی طرف مضاف ہوں تو انہیں فتح پر مبنی پڑھنا جائز ہے۔ جیسے هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ یہاں لفظ "یوم" ظرف غیر مبنی ہے۔ اسے يَوْمَ اور يَوْمُ دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔ اسی طرح يَوْمَئِذٍ اور حِيْنَئِذٍ ۔ لفظ مثل اور غیر جب مَا ، اَنْ اور اَنَّ سے ملے ہوئے ہوں تو انہیں بھی فتحہ

پڑی پڑھنا جائز ہے۔ جیسے حضرتُہٗ بِنْتُہٗ حضرت زینبُ غیرُہٗ حضرت زینبُ

سوالات

(۱) اسم مبنی کو غیر متمکن کیوں کہتے ہیں۔ نیز اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

(۲) اسمائے افعال کی کتنی قسمیں ہیں۔ نیز اسمائے افعال بمعنی امر نقل کریں؟

(۳) اسمائے ظروف میں سے صرف پانچ کے نام لکھیں اور ان کی وضاحت کریں؟

(۴) مضمرات کی پانچ قسمیں اور کل ستر ضمیریں ہیں اس بات کو واضح کریں؟

(۵) ضمیر منفصل کے استعمال کے لئے کیا شرط ہے۔ نیز ضمیر قصہ اور ضمیر شان کسے کہتے ہیں؟

(۶) اسمائے موصولہ کی تعریف کریں اور بتائیں کہ اسمائے موصولہ کون کون سے ہیں؟

(۷) اسم موصول ذو کے متعلق آپ کو کیا کیا باتیں معلوم ہیں۔ اَیٌّ اور اَیَّۃٌ کب معرب نہیں ہوتے؟ مثال سے واضح کریں؟

☆☆☆

خاتمہ

معرفہ اور نکرہ

معرفہ کی سات اقسام ہیں

عموم وخصوص کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) معرفہ (۲) نکرہ۔

(۱) ضمیر: جو کسی نام کی جگہ بولی جائے جیسے اَنَا (میں ایک مرد یا عورت) اَنْتَ (تو ایک مرد)۔

(۲) علَم: کسی خاص شخص، جگہ یا چیز کا نام جیسے زید، لاہور، زمزم۔

(۳) اسم اشارہ: وہ اسم جس کے ساتھ کسی چیز کی طرف اشارہ کیا جائے جیسے ھٰذا۔

اسم موصول:۔ وہ اسم جو صلہ سے مل کر جملہ کی جزء بنتا ہے۔ جیسے اَلَّذِیْ وغیرہ۔

نوٹ: اسمائے اشارہ اور اسمائے موصولہ کو مبہمات بھی کہتے ہیں۔

(۳) معرّف باللام:۔ وہ اسم جس کے شروع میں الف لام ہو جیسے اَلرَّجُلُ

اس سے ہر شخص مراد نہیں بلکہ کوئی خاص آدمی مراد ہوتا ہے۔

وہ اسم جو ان مذکورہ بالا پانچ اسماء میں سے کسی ایک کی طرف اضافت معنویہ کے ساتھ مضاف ہو۔ جیسے غُلَامِیْ، غُلَامُ زَیْدٍ، غُلَامُ ھٰذَا، غُلَامُ الَّذِیْ ضَرَبَکَ۔ غُلَامُ الرَّجُلِ۔

(۴) معرفہ بِنِدَا:۔ جو پکارنے کی وجہ سے معرفہ ہو۔ جیسے یَا رَجُلُ۔

نکرہ

وہ اسم ہے جو کسی غیر معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو جیسے رَجُلٌ: اس سے مراد ہر شخص ہو سکتا ہے۔ کِتَابٌ اس سے کوئی خاص کتاب نہیں بلکہ ہر کتاب مراد لی جا سکتی ہے۔

اسمائے عدد:

وہ اسماء جو اشیاء کی تعداد دلالت کرنے کے لئے وضع کئے گئے ہوں۔ بنیادی طور پر اعداد کی بارہ قسمیں ہیں۔

وَاحِدٌ سے عَشَرَۃٌ (ایک سے دس) تک اور مِائَۃٌ (سو) اَلْفٌ (ہزار)۔

☆☆☆

اسمائے اعداد کا استعمال

اسم عدد	استعمال	مثال
وَاحِدٌ و اِثْنَانِ (۱،۲)	تمیز مذکر ہو تو اسم عدد تائے تانیث کے بغیر اور تمیز مونث ہو تو تائے تانیث کے ساتھ آئے گا۔	رَجُلٌ وَاحِدٌ۔ رَجُلَانِ اِثْنَانِ۔ اِمْرَأَۃٌ وَاحِدَۃٌ، اِمْرَأَتَانِ اِثْنَتَانِ وَثِنْتَانِ
ثَلٰثَۃٌ سے عَشَرَۃٌ (۳ سے ۱۰ تک)	تمیز مذکر ہو تو اسم عدد تائے تانیث کے ساتھ اور تمیز مونث ہو تو اسم عدد تائے تانیث کے بغیر ہوگا۔	ثَلٰثَۃُ رِجَالٍ، عَشَرَۃُ رِجَالٍ۔ ثَلٰثُ نِسْوَۃٍ، عَشْرُ نِسْوَۃٍ۔
اَحَدَ عَشَرَ اِثْنَا عَشَرَ (۱۱،۱۲)	تمیز مذکر ہو تو اسم عدد کے دونوں جزء مذکر اور تمیز مونث ہو تو اسم عدد کے دونوں جز مونث ہوں گے۔	اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا۔ اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا اِحْدٰی عَشْرَۃَ اِمْرَأَۃً اِثْنَتَا عَشْرَۃَ اِمْرَأَۃً۔
ثَلٰثَۃَ عَشَرَ سے تِسْعَۃَ عَشَرَ تک (۱۳ سے ۱۹ تک)	تمیز مذکر ہو تو ممیز کی پہلی جز مونث اور دوسری مذکر ہوگی۔	ثَلٰثَۃَ عَشَرَ رَجُلًا، تِسْعَۃَ عَشَرَ رَجُلًا۔
(۱۳ سے ۱۹ تک)	اور اگر تمیز مونث ہو تو اس کے برعکس ہوگا	ثَلٰثَ عَشْرَۃَ اِمْرَأَۃً تِسْعَ عَشْرَۃَ اِمْرَأَۃً
عِشْرُوْنَ سے تِسْعُوْنَ تک۔ (۲۰ سے ۹۰ تک) (دہائیاں)	مذکر و مونث کا امتیاز نہیں ہوتا	عِشْرُوْنَ رَجُلًا۔ تِسْعُوْنَ رَجُلًا۔ عِشْرُوْنَ اِمْرَأَۃً۔ تِسْعُوْنَ اِمْرَأَۃً۔

[illegible]	تمیز مذکر ہو تو اسم عدد کی پہلی جزء مذکر ہوگی اور تمیز مونث تو پہلی جزء مونث ہوگی۔	احد و عشرون رجلا اثنان و عشرون رجلا احدی و عشرون امرأة اثنتان و عشرون امرأة احد و ثلثون رجلا خمس و ثلثون امرأة (وغیرہ وغیرہ)
ثلث و عشرون سے تسع و عشرون تک۔ (۲۳ سے ۲۹ تک)	تمیز مذکر ہو تو اسم عدد کی پہلی جز مونث اور تمیز مونث ہو تو پہلی جز مذکر ہوگی۔	ثلثة و عشرون رجلا تسعة[1] و عشرون رجلا ثلث و عشرون امرأة تسع و عشرون امرأة
مائة، الف (۱۰۰، ۱۰۰۰)	تمیز مذکر ہو یا مونث دونوں صورتوں میں استعمال کا طریقہ ایک ہی ہے۔	مائة رجل، مائة امرأة مائتا رجل، مائتا امرأة الف رجل، الف امرأة الفا رجل، الفا امرأة

[1] [illegible] تسعة و تسعین تک یہی طریقہ استعمال ہوگا۔

نوٹ:

(۱) جب مِائَۃٌ اور اَلْفٌ سے اوپر کے اسمائے اعداد ہوں تو ان کے استعمال کا وہی طریقہ ہے جو پہلے بیان ہوا۔

(۲) استعمال میں پہلے ہزار پھر سو، اس کے بعد اکائیاں اور پھر دہائیاں استعمال ہوتی ہیں۔

جیسے: عِنْدِیْ اَلْفٌ وَّ مِائَۃٌ وَّ اَحَدٌ وَّ عِشْرُوْنَ رَجُلاً۔
عِنْدِیْ اَلْفَانِ وَمِائَتَانِ وَاِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ رَجُلاً۔
عِنْدِیْ اَرْبَعَۃُ آلَافٍ وَّ تِسْعُمِائَۃٍ وَّ خَمْسٌ وَّ اَرْبَعُوْنَ امْرَأَۃً۔

اسمائے اعداد کی تمیز

واحد اور تثنیہ کے لئے ممیز عدد کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ تمیز، عدد کے ذکر سے مستغنی ہے۔ مثلاً: عندی رجل۔ عندی رجلان۔ باقی اعداد کے لئے تمیز ضروری ہے۔ ثَلٰثَۃٌ سے عَشَرَۃٌ تک کی تمیز جمع مجرور ہوتی ہے جیسے ثَلٰثَۃُ رِجَالٍ ثَلٰثُ نِسْوَۃٍ۔ البتہ ان کی تمیز مِائَۃٌ ہو تو وہ مفرد مجرور ہوگی۔ جیسے ثَلٰثُ مِائَۃٍ۔ تِسْعُ مِائَۃٍ۔ اَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَۃٌ وَتِسْعِیْنَ تک کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے جیسے اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً، اِحْدٰی عَشَرَۃَ اِمْرَاَۃً تِسْعَۃٌ وَتِسْعُوْنَ رَجُلاً۔ تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ اِمْرَاَۃً۔ مِائَۃٌ اور اَلْفٌ نیز ان کے تثنیہ اور اَلْفٌ کی جمع کی تمیز مفرد مجرور ہوتی ہے جیسے: مِائَۃُ رَجُلٍ، مِائَۃُ اِمْرَأَۃٍ، اَلْفُ رَجُلٍ، اَلْفُ اِمْرَأَۃٍ مِائَتَا رَجُلٍ، مِائَتَا اِمْرَأَۃٍ، اَلْفَا رَجُلٍ، اَلْفَا اِمْرَأَۃٍ، ثَلٰثَۃُ آلَافِ رَجُلٍ، ثَلٰثُ آلَافِ اِمْرَأَۃٍ وغیرہ۔

مذکر و مونث

جنس کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مذکر (۲) مونث۔
مونث وہ اسم جنس ہے جس میں تانیث کی علامت لفظاً یا تقدیراً پائی جاتی ہو اور مذکر وہ اسم جنس ہے جو اس کے برعکس ہو۔

علاماتِ تانیث

تانیث کی لفظی علامات تین ہیں:

(۱) تاء: جیسے صَحَّۃٌ (۲) الف مقصورہ: جیسے حُبلیٰ۔ (۳) الف ممدودہ: جیسے حَمرَاءُ
تقدیری علامت صرف (تاء) ہے جیسے اَرضٌ اور دَارٌ میں تاء پوشیدہ ہے کیونکہ ان کی تصغیر اُرَیضَۃٌ اور دُوَیرَۃٌ آتی ہے۔

مونث کی اقسام

مونث کی دو قسمیں ہیں: (۱) مونث حقیقی۔ (۲) مونث لفظی

(مونث حقیقی):۔ وہ مونث ہے جس کے مقابلہ میں جاندار مذکر ہو جیسے اِمرَاَۃٌ کہ اس کے مقابلے میں رَجُلٌ ہے۔ اور نَاقَۃٌ کہ اس کے مقابلے میں جَمَلٌ ہے۔

(مونث لفظی):۔ وہ مونث ہے جس کے مقابلے میں جاندار مذکر نہ ہو۔ جیسے ظُلمَۃٌ (اندھیرا) عَینٌ (آنکھ، چشمہ)۔

نوٹ:۔ لفظ عَینٌ میں تاء پوشیدہ ہے کیونکہ اس کی تصغیر عُیَینَۃٌ آتی ہے۔

تثنیہ

تعداد کے اعتبار سے اسم کی کتنی قسمیں ہیں: (۱) واحد (۲) تثنیہ (۳) جمع۔ واحد ایک کو کہتے ہیں، تثنیہ دو کو اور جمع دو سے زیادہ کو کہا جاتا ہے۔

تثنیہ (مُثنّیٰ) وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف یا یاء ماقبل مفتوح اور نونِ مکسورہ ہو۔ جیسے رَجُلَانِ اور رَجُلَینِ۔

تثنیہ کے قواعد

(۱) اگر اسم مقصورہ کا الف، واؤ سے بدلا ہوا ہو اور وہ اسم ثلاثی ہو تو تثنیہ کے وقت اسے اصل کی طرف لوٹاتے ہیں جیسے عَصَا سے عَصَوَانِ۔

(۲) اگر یہ الف یاء سے بدلا ہوا ہو یا واؤ سے ہی بدلا ہو لیکن غیر ثلاثی ہو یا کسی دوسرے حرف سے بدلا ہی نہ ہو تو تثنیہ بناتے وقت اسے یاء سے بدل دیتے ہیں جیسے رَحیٰ[1] سے رَحَیَانِ۔ مَلْہیٰ سے مَلْہَیَانِ۔ حُبَاریٰ سے حُبَارَیَانِ۔

---

[1] رَحیٰ کا الف یاء سے بدلا ہوا ہے۔ مَلْہیٰ کا الف واؤ سے بدلا ہوا ہے اور یہ اسم غیر ثلاثی ہے۔ حُبَاریٰ کا الف کسی سے بدلا ہوا نہیں ہے۔

(۳) اسم ممدود کا ہمزہ اصلی ہو تو تثنیہ میں باقی رہتا ہے۔ قُرّاءٌ سے قُرّاءانِ۔

(۴) اگر تانیث کے لیے ہو تو (واؤ) سے بدل جاتا ہے جیسے حمراءُ سے حمراوانِ۔

(۵) اگر واؤ یا یاء سے بدلا ہوا ہو تو اس میں دونوں طریقے جائز ہیں جیسے کساءٌ سے کساوانِ اور کساءانِ۔

(۶) اضافت کے وقت تثنیہ کا نون گر جاتا ہے جیسے جاءَنِی غلامَا زیدٍ ومُسلِمَا مِصرٍ۔

(۷) اسی طرح لفظ خُصیۃٌ اور لفظ اِلیۃٌ کی تاء بھی تثنیہ کے وقت گر جاتی ہے جیسے خُصیانِ اِلیانِ۔

(۸) اگر تثنیہ کو تثنیہ کی طرف مضاف کرنا چاہیں تو پہلے کو لفظ جمع کے ساتھ لاتے ہیں جیسے قرآن پاک میں ہے فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَھُمَا[1]۔

جمع

وہ اسم ہے جو دو سے زیادہ افراد کے مجموعہ پر بولا جائے اور جمع کا صیغہ واحد میں کچھ تبدیلی کر کے بنایا جاتا ہے، یہ تبدیلی دو قسم کی ہوتی ہے:۔

(۱) لفظی تبدیلی:۔ جیسے رَجُلٌ سے رِجَالٌ۔

(۲) تقدیری تبدیلی:۔ جیسے فُلْکٌ بروزن اُسْدٌ (جمع) اس کا واحد بھی فُلْکٌ ہی آتا ہے لیکن وہ قُفْلٌ کے وزن پر آتا ہے۔

یاد رہے کہ اُسُدٌ جمع ہے اور قُفْلٌ واحد لہٰذا اُسُدٌ کے وزن پر فُلْکٌ جمع اور قُفْلٌ کے وزن پر فُلْکٌ واحد ہے۔

نوٹ:۔ لفظ قَوْمٌ اور رَھْطٌ وغیرہ اگرچہ افراد کے مجموعے پر بولے جاتے ہیں لیکن یہ جمع نہیں کیونکہ ان کا مفرد (واحد) نہیں آتا اس لئے ان کو اسم جمع کہتے ہیں۔

---

[1] دو آدمیوں کے لئے قلبان کی بجائے قُلُوْبٌ جمع کے طور پر لایا گیا۔ اور یدان کی بجائے اَیْدِی جمع لایا گیا۔

جمع کی اقسام

جمع کی دو قسمیں ہیں:۔ (۱) جمع تصحیح (۲) جمع مکسر۔

(۱) جمع تصحیح:۔ اسے جمع مُصَحَّح اور جمع سالم بھی کہتے ہیں۔

(۲) جمع مکسّر۔ (اسے جمع تکسیر بھی کہتے ہیں)۔

جمع تصحیح وہ جمع ہے جس کے واحد کا صیغہ سلامت رہے۔ پھر اس جمع کی دو قسمیں ہیں (۱) جمع مذکر سالم۔(۲) جمع مونث سالم۔

جمع مذکر سالم وہ ہے جس کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم اور نون مفتوحہ ہو یا یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوحہ ہو جیسے مُسْلِمُوْنَ اور مُسْلِمِیْنَ۔

جمع مونث سالم وہ جمع ہے جس کے آخر میں الف اور تاء ہو جیسے مُسْلِمَاتٌ۔

جمع مذکر سالم کے قواعد

(۱) اسم منقوص کی جمع مذکر سالم میں یاء کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے قَاضِیٌ سے قَاضُوْنَ۔ دَاعِیٌ سے دَاعُوْنَ۔

(۲) اسم مقصورہ کی جمع مذکر سالم میں الف کو حذف کر کے ماقبل کو مفتوح رہنے دیا جاتا ہے تاکہ الف محذوفہ پر دلالت کرے۔ جیسے مُصْطَفٰی سے مُصْطَفَوْنَ۔

نوٹ:۔ جمع کے لئے واحد کے آخر میں واؤ یا یاء کا الحاق اہلِ عقل کی جمع کے ساتھ خاص ہے اس لئے اَرْضٌ کی جمع اَرَضُوْنَ، ثُبَةٌ کی جمع ثُبُوْنَ، قُلَةٌ کی جمع قُلُوْنَ شاذ ہیں۔

(۳) مندرجہ ذیل اسماء کی جمع، جمع مذکر سالم کے وزن پر نہیں آتی:۔

اَفْعَلُ جس کی مونث فَعْلَاءُ آتی ہے جیسے اَحْمَرُ، حَمْرَاءُ

فَعْلَانُ، جس کی مونث فَعْلٰی آتی ہے جیسے سَکْرَانُ، سَکْرٰی۔

فَعِیْلٌ، جو مفعول کے معنی میں ہو جیسے جَرِیْحٌ۔ بمعنی مَجْرُوْحٌ۔

فَعُوْلٌ، جو بمعنی فَاعِلٌ، ہو جیسے صَبُوْرٌ بمعنی صَابِرٌ۔

اضافت کی وجہ سے جمع کا نون گر جاتا ہے جیسے مُسْلِمُوْ مِصْرَ۔

جمع مونث سالم کی شرائط

(۱) اگر یہ مونث صفت ہو اور اس کا مذکر بھی ہو جو جمع کی صورت میں واؤ اور نون کیساتھ آتا ہے جیسے مُسۡلِمَاتٌ، مُسۡلِمَۃٌ کی جمع ہے اس کا مذکر مُسۡلِمٌ ہے اور اس کی جمع مُسۡلِمُوۡنَ آتی ہے۔

(۲) اگر اس کا مذکر نہ آتا ہو تو اس مونث کے ساتھ تاء کا آنا ضروری ہے لہٰذا حَائِض اور حَامِلٌ کی جمع، جمع مونث سالم کے وزن پر نہیں آتی یعنی ان کی جمع حَائِضَاتٌ، وَحَامِلَاتٌ نہیں بلکہ حَوَائِض اور حَوَامِل آتی ہے۔

(۳) اگر مونث ایسا اسم ہو جو صفت نہ ہو تو کسی شرط کے بغیر اس کی جمع الف اور تاء کے ساتھ آئے گی۔ جیسے هِنۡدٌ کی جمع هِنۡدَاتٌ۔

جمع مکسّر

وہ جمع ہے جس میں واحد کا صیغہ سلامت نہ رہے جیسے رِجَالٌ۔ اسے جمع تکسیر بھی کہتے ہیں۔ ثلاثی میں اس کے بہت سے وزن ہیں جو سماعی ہیں مثلاً رِجَالٌ (فِعَالٌ) اَفۡرَاسٌ (اَفۡعَالٌ) فُلُوۡسٌ (فُعُوۡلٌ)۔

اور غیر ثلاثی میں یہ جمع فَعَالِلُ جیسے دَرَاهِمُ اور فَعَالِیۡلُ جیسے دَنَانِیۡرُ کے وزن پر آتی ہے اور یہ وزن قیاسی ہیں۔

جمع قِلّت

تعداد کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں: (۱) جمع قِلّت (۲) جمع کثرت جمع قِلّت وہ جمع ہے جو دس یا دس سے کم پر بولی جائے تو اُس کے چار وزن ہیں:۔

(۱) اَفۡعُلٌ: جیسے اَکۡلُبٌ (واحد کَلۡبٌ)۔
(۲) اَفۡعَالٌ: جیسے اَقۡوَالٌ (واحد قَوۡلٌ)۔
(۳) فِعۡلَۃٌ: جیسے غِلۡمَۃٌ (واحد غُلَامٌ)۔
(۴) اَفۡعِلَۃٌ: جیسے اَطۡعِمَۃٌ (واحد طَعَامٌ)۔

جمع کثرت

وہ جمع ہے جو دس سے زیادہ پر بولی جائے مذکورہ بالا اوزان کے علاوہ جمع کے باقی تمام اوزان، جمع کثرت کے اوزان ہیں جن میں سے وزن یہ ہیں۔

فُعُولٌ: نُجُومٌ	فَعْلٰی: مَرْضٰی
فِعَلٌ: فِرَقٌ	فَعَلَةٌ: طَلَبَةٌ
فُعَلَاءُ: عُلَمَاءُ	فُعُلٌ: رُسُلٌ
فِعْلَانٌ: غِلْمَانٌ	فُعَّالٌ: خُدَّامٌ
اَفْعِلَاءُ: اَنْبِيَاءُ	

مصدر

مصدر وہ اسم ہے جو فقط کسی چیز کے پیدا ہونے (حدث) پر دلالت کرتا ہے اور اس سے اَفعال مشتق ہوتے ہیں جیسے اَلضَّرْبُ (مارنا) اَلنَّصْرُ (مدد کرنا)۔

ثلاثی مجرد سے اس کے بہت سے اوزان آتے ہیں جو سماعی ہیں غیر ثلاثی مجرد سے اس کے اوزان قیاسی ہیں۔ جیسے اِفْعَالٌ۔ اِنْفِعَالٌ۔

نوٹ:۔ مصدر کے اوزان کی تفصیل کتب صرف سے معلوم کیجئے۔

قواعد

(۱) اگر مصدر، مفعول مطلق نہ ہو تو اپنے فعل والا عمل کرتا ہے۔ یعنی لازم ہونے کی صورت میں فقط فاعل کو رفع دیتا ہے جیسے اَعْجَبَنِیْ قِیَامُ زَیْدٍ[1]

(۲) اور متعدی ہونے کی صورت میں مفعول کو نصب بھی دیتا ہے جیسے اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٌ عَمْرواً[2]

(۳) مصدر کی فاعل یا مفعول کی طرف اضافت صحیح ہے۔ جیسے

---

[1] زید فاعل ہے قیام مصدر کا لہذا اس صورت میں اس کو مرفوع پڑھا جائے گا۔

[2] زید۔ ضرب مصدر کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع اور عمروا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

كَرِهْتُ ضَرْبَ زَيْدٍ عَمْرًا (فاعل کی طرف اضافت)

كَرِهْتُ ضَرْبَ عَمْرٍو زَيْدٌ (مفعول کی طرف اضافت)

(۴) اگر مصدر، مفعول مطلق ہو تو اس سے پہلے والا فعل عمل کرتا ہے مصدر اس صورت میں عمل نہیں کرتا جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا عَمْرًا یہاں عَمْرًا ضَرَبْتُ کی وجہ سے منصوب ہے۔

اسم فاعل

وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہوتا ہے تاکہ اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل بطورِ حدوث قائم ہے[1]

ثلاثی مجرد سے اسم فاعل، فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے ضَارِبٌ، نَاصِرٌ۔

غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل، اسی فعل کے مضارع معروف کے وزن پر ہوتا ہے سوائے اس کے کہ علامت مضارع کو گرا کر اس کی جگہ میم مضموم لگا دیتے ہیں اور آخر کے ماقبل کو کسرہ دیتے ہیں جیسے يُدْخِلُ سے مُدْخِلٌ اور آخر سے ماقبل کو کسرہ دیتے ہیں اگر مکسور نہ ہو جیسے يَتَقَبَّلُ سے مُتَقَبِّلٌ اسم فاعل اپنے فعل معروف کا عمل کرتا ہے اور اس کے عمل کے چند شرائط ہیں۔

(۱) اسم فاعل، حال یا استقبال کے معنی میں ہو۔

(۲) اس سے پہلے مبتدا ہو جیسے زَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ۔

(۳) یا اس سے پہلے ذوالحال ہو جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ ضَارِبًا أَبُوْهُ عَمْرًا۔

(۴) یا اس سے پہلے موصول ہو جیسے مَرَرْتُ بِالضَّارِبِ أَبُوْهُ عَمْرًا (الضَّارِبُ پر الف لام (الَّذِيْ کے معنی میں ہے)۔

(۵) یا اس سے پہلے موصوف ہو جیسے عِنْدِيْ رَجُلٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًا۔

(۶) یا اس سے پہلے ہمزہ استفہام ہو جیسے أَقَائِمٌ زَيْدٌ۔

(۷) یا اس سے پہلے حرف نفی ہو جیسے مَا قَائِمٌ زَيْدٌ۔

---

[1] حدوث کا مطلب یہ ہے کہ فعل اپنے فاعل کے ساتھ ہر وقت قائم نہیں رہتا جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ میں زید کا مارنا ایک خاص وقت میں ہے وہ ہر وقت یا فعل مارنے والا نہیں ہے۔

نوٹ:۔

(۱) اگر اسم فاعل، ماضی کے معنی میں ہو تو فاعل کی طرف اضافت ضروری ہے جیسے زَیْدٌ ضَارِبُ عَمْرٍو اَمْسِ۔

(۲) اسم فاعل کے لئے حال یا استقبال کے معنی میں ہونا اس وقت ضروری ہے جب وہ نکرہ ہو اگر معرّف باللام ہو تو اس میں تمام زمانے برابر ہیں جیسے زَیْدُنِ الضَّارِبُ اَبُوْہُ عَمْرًوا اَلْاٰنَ، غَدًا یا اَمْسِ۔

اسم مفعول

وہ اسم ہے جو فعل متعدی سے مشتق ہوتا ہے اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوتا ہے۔

ثلاثی مجرد سے اسم مفعول، لفظاً یا تقدیراً 'مَفْعُوْلٌ' کے وزن پر آتا ہے جیسے مَضْرُوْبٌ (لفظاً مَقُوْلٌ، مَرْمِیٌّ (تقدیراً)۔

یاد رہے کہ مَقُوْلٌ اصل میں مَقْوُوْلٌ۔ اور مَرْمِیٌّ اصل میں مَرْمُوْیٌ (مفعول کے وزن پر) تھے۔ لہٰذا اب ان میں یہ وزن تقدیری ہے۔

نیز ثلاثی مجرد سے اسم مفعول، اسم فاعل کی طرح آتا ہے لیکن اس کے آخر کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے جیسے مُدْخَلٌ اور مُسْتَخْرَجٌ۔

اسم مفعول، اپنے فعلِ مجہول کا عمل کرتا ہے اور اس کے عمل کی وہی شرائط ہیں جو اسم فاعل کے بیان میں ذکر کی گئیں۔ جیسے زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ غُلَامُہٗ اَلْاٰنَ غَدًا او اَمْسِ۔

صفتِ مشبّہ

وہ اسم ہے جو فعلِ لازم سے مشتق ہوتا ہے تاکہ اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل بطورِ ثبوت قائم ہے[۱]

اس کے صیغے اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغوں کے خلاف آتے ہیں اور وہ سماعی ہیں جیسے حَسَنٌ (فَعَلٌ) صَعْبٌ (فَعْلٌ) ظَرِیْفٌ (فَعِیْلٌ) صفت مشبہ، اپنے فعل کا عمل کرتا ہے اور اس کے لئے بھی وہی شرائط ہیں جو اسم فاعل کے سلسلے میں بیان ہوئیں ہیں۔

نوٹ۔ صفت مشبہ کے معرفہ یا نکرہ ہونے اور معمول کے، معرّف باللام مضاف یا نکرہ ہونے اور تینوں اعراب (رفع، نصب، جر) کے اعتبار سے اٹھارہ[۲] صورتیں بنتی ہیں۔

---

[۱] ثبوت کا مطلب یہ ہے کہ یہ صفت اپنے موصوف میں ثابت اور باقی رہتی ہے ایسا نہیں کہ کسی وقت ہو اور کسی وقت نہ ہو۔

[۲] اٹھارہ صورتیں یہ ہیں۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)۔

اسم تفضیل

وہ اسم ہے جو فعل سے اس لئے مشتق ہوتا ہے کہ موصوف میں معنی کی زیادتی پر دلالت کرے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۲

نمبر شمار	صفت مشبہ	صفت مشبہ کا معمول	مثال
۱ تا ۳	معرف باللام	معرف باللام مرفوع، منصوب، مجرور	جاءنی زید الحسن الوجہ
۴ تا ۶	معرف باللام	مضاف مرفوع، منصوب، مجرور	جاءنی زید الحسن وجہہ
۷ تا ۹	معرف باللام	الف لام سے تعریف اور اضافت دونوں سے خالی ہے مرفوع منصوب مجرور ہو	جاءنی زید الحسن وجہٌ
۱۰ تا ۱۲	نکرہ	معرف باللام مرفوع منصوب مجرور	جاءنی زید حسن الوجہ
۱۳ تا ۱۵	نکرہ	مضاف مرفوع منصوب مجرور	جاءنی زید حسنٌ وجہہ
۱۶ تا ۱۸	نکرہ	الف لام سے تعریف اور اضافت دونوں سے خالی ہو مرفوع منصوب مجرور	جاءنی زید حسنٌ وجہٌ

نوٹ
ان میں سے دو صورتیں ممنوع ہیں۔
(۱) جاءنی زید الحسن وجہہ (مثال ۴)
(۲) جاءنی زید الحسن وجہٌ (مثال ۹)
ایک صورت میں اختلاف ہے۔
(۳) جاءنی زید حسنٌ وجہہ (مثال ۱۵)

باقی صورتوں کی تین حالتیں ہیں۔
(۱) اگر ایک ضمیر ہو چاہے صفت مشبہ میں ہو یا اس کے معمول میں تو یہ صورت احسن ہے (سب سے بہتر ہے)۔
(۲) اگر دو ضمیریں ہوں تو یہ صورت حسن ہے (بہتر ہے)۔
(۳) اگر کوئی ضمیر بھی نہ ہو تو یہ صورت قبیح ہے۔

ضابطہ۔ جب صفت مشبہ کا معمول مرفوع (فاعلیت کی حالت میں) ہو تو صفت مشبہ میں ضمیر نہیں ہوتی۔ صفت مشبہ کا معمول منصوب یا مجرور ہو تو اس میں ضمیر موصوف ہوتی ہے۔

اسم تفضیل صرف ثلاثی مجرد سے آتا ہے بشرطیکہ وہ رنگ یا عیب کے معنیٰ میں نہ ہو اور اس کا وزن مذکر کے لئے اَفْعَلُ اور مونث کے لئے فُعْلیٰ آتا ہے۔ جیسے اَکْبَرُ، کُبْریٰ۔

اگر غیر ثلاثی مجرد یا رنگ اور عیب والے افعال سے اسم تفضیل بنانا ہو تو اس باب کے مصدر سے پہلے ایسا لفظ لگایا جاتا ہے جو اَفْعَلُ کے وزن پر ہو اور شدت، کثرت و مبالغہ کا معنیٰ دیتا ہو۔ اور مصدر تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے جیسے هُوَ اَشَدُّ اِسْتِخْرَاجًا۔ هُوَ اَقْوىٰ حُمْرَةً هُوَ اَقْبَحُ عَرَجًا۔

نوٹ:۔ قیاس کا تقاضا ہے کہ اسم تفضیل صرف فاعل سے آئے لیکن بعض اوقات مفعول سے بھی آتا ہے جیسے اَعْذَرُ (بہت معذور) اَشْغَلُ (بہت مشغول)۔

اسم تفضیل کا استعمال

اسم تفضیل تین طرح استعمال ہوتا ہے:۔

(۱) اضافت کے ساتھ: جیسے زَيْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ

(۲) الف لام کے ساتھ: جیسے زَيْدُ نِ الْاَفْضَلُ

(۳) مِنْ کے ساتھ: جیسے زَيْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو

پہلی صورت میں اسم تفضیل کو مفرد لانا اور موصوف کے مطابق رکھنا دونوں طرح جائز ہے۔ جیسے: زَيْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ۔ اَلزَّيْدَانِ اَفْضَلُ الْقَوْمِ (مفرد کی مثال) اَلزَّيْدَانِ اَفْضَلَا الْقَوْمِ[1] (مطابقت مثال)۔

[1] اَفْضَلَا اصل میں اَفْضَلَانِ تھا۔ اضافت کی وجہ سے تثنیہ کا نون گر گیا۔

دوسری صورت میں اسم تفضیل کی موصوف سے مطابق واجب ہے جیسے زیدٌ الافضلُ، الزیدان الافضلان، الزیدون الافضلون۔

تیسری صورت میں اسم تفضیل کا مفرد مذکر ہونا واجب ہے موصوف مفرد ہو یا غیر مفرد، مذکر ہو یا مونث جیسے زَیدٌ وَ ھِندٌ وَالزَّیدَانِ وَالھِندَانِ وَالزَّیدُوْنَ وَالھِنْدَاتُ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو۔

نوٹ: تینوں صورتوں میں اس کا فاعل ضمیر ہوتی ہے اور وہی اسم تفضیل کا معمول ہے یہ اسم ظاہر میں بالکل عمل نہیں کرتا۔ البتہ مندرجہ ذیل صورت مستثنیٰ ہے۔

مَارَاَیْتُ رَجُلًا اَحْسَنُ فِیْ عَیْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِیْ عَیْنِ زَیْدٍ۔

یہاں اَحْسَنُ (اسم تفضیل) کا فاعل الکحل ہے جو اسم ظاہر ہے۔

سوالات

(۱) معرفہ اور نکرہ کی تعریف کریں اور معرفہ کی اقسام بتائیں؟

(۲) سورہ بقرہ کے دوسرے اور تیسرے رکوع سے معرفہ اور نکرہ الگ الگ کریں اور معرفہ کی علامت بھی بتائیں؟

(۳) اسمائے اعداد کی تمیز پر ایک جامع نوٹ لکھیں؟

(۴) مونث حقیقی اور غیر حقیقی میں کیا فرق ہے۔ نیز علاماتِ تانیث کون کونسی ہیں۔

(۵) تثنیہ کے قواعد کا ایک مختصر خاکہ پیش کریں؟

(۶) جمع کی اقسام بیان کریں۔ نیز جمع قلت کے اوزان لکھیں؟

(۷) مصدر کی تعریف کریں اور اس کے قواعد کا مختصر خاکہ پیش کریں؟

(۸) اسم فاعل اور صفت مشبہ میں کیا فرق ہے۔ نیز اسم تفضیل کا استعمال کن کن طریقوں سے ہوتا ہے؟

☆☆☆

فعل کا بیان

نوٹ: فعل کی تعریف گزر چکی ہے۔

اقسام فعل

فعل کی تین قسمیں ہیں (۱) فعل ماضی (۲) فعل مضارع (۳) فعل امر۔

فعل ماضی: وہ فعل ہے جو زمانہ گزشتہ پر دلالت کرے اگر اس کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک یا واو متصل نہ ہو تو فتح پر مبنی ہوتا ہے جیسے ضَرَبَ اگر ضمیر مرفوع متحرک متصل ہو تو سکون پر مبنی ہوتا ہے جیسے ضَرَبْتُ۔ اگر اس کے ساتھ واو ہو تو ضمہ پر مبنی ہوتا ہے جیسے ضَرَبُوا۔

فعل مضارع

وہ فعل ہے جو اسم کے مشابہ ہوتا ہے اور اس کے شروع میں حروف اَتَیْنَ (علامات مضارع) میں سے کوئی ایک ہوتا ہے جیسے یَضْرِبُ، تَضْرِبُ۔ اَضْرِبُ، نَضْرِبُ۔

فعل مضارع کی اسم سے مشابہت دو طرح ہوتی ہے (۱) لفظاً (۲) معنیً لفظی مشابہت کی درج ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) حرکات و سکنات میں اتفاق جیسے یَضْرِبُ اور یَسْتَخْرِجُ، ضَارِبٌ اور مُسْتَخْرِجٌ کے مشابہ ہیں۔

(۲) دونوں کے شروع میں لام تاکید آتا ہے۔ جیسے اِنَّ زَیْدًا لَیَقُوْمُ اور اِنَّ زَیْدًا لَقَائِمٌ۔

(۳) حروف کی تعداد میں مشابہت جیسے یَضْرِبُ میں چار حروف ہیں اور ضَارِبٌ میں بھی چار حروف ہیں۔

معنوی مشابہت یہ ہے کہ اسم فاعل کی طرح فعل مضارع میں بھی حال واستقبال کا معنی پایا جاتا ہے۔

نوٹ: اسی مشابہت کی وجہ سے اس فعل کو فعل مضارع کہتے ہیں کیونکہ مضارعۃ کا معنی مشابہت ہے۔

ضوابط

(۱) لفظ سین اور سَوْفَ مضارع کو خاص مستقبل کے معنی میں کر دیتے ہیں جیسے سَیَضْرِبُ، سَوْفَ یَضْرِبُ، (عنقریب وہ مارے گا)۔

(۲) لام مفتوحہ فعل مضارع کو زمانہ حال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے جیسے لَیَضْرِبُ (البتہ وہ مارتا ہے)۔

(۳) چار حرفی[1] (رباعی) ابواب میں علاماتِ مضارع پر ضمہ ہوتا ہے جیسے یُدَحْرِجُ۔ یُخْرِجُ اصل میں یُأَخْرِجُ تھا۔ واحد متکلم اُخْرِجُ میں دو ہمزے جمع ہونے کی وجہ سے ایک کو گرا دیا اسی مناسبت سے دوسرے صیغوں سے بھی گرایا گیا۔

(۴) غیر رباعی ابواب میں علامت مضارع مفتوح ہوتی ہے جیسے یَضْرِبُ یَسْتَخْرِجُ۔

اعتراض: فعل مضارع کو اعراب کیوں دیتے ہیں جبکہ اصل کے اعتبار سے فعل مبنی ہوتا ہے۔

جواب: مضارع کو اعراب اس لئے دیا جاتا ہے کہ یہ اسم سے مشابہ ہے اور اسم بنیادی طور پر معرب ہوتا ہے۔

نوٹ: فعل مضارع اس وقت معرب ہوتا ہے جب اس کے ساتھ نونِ تاکید اور نونِ جمع مونث نہ ہو۔

[1] چار حرفی سے مراد وہ مضارع ہے جس کے ماضی کے صیغہ واحد مذکر غائب میں چار حرف ہوں۔ چاہے چاروں اصلی ہوں یا کوئی حرف زائد بھی ہو۔

فعل مضارع کے اعراب

فعل مضارع کے تین اعراب ہیں:

(۱) رفع: جیسے ھُوَ یَضْرِبُ (۲) نصب: جیسے لَنْ یَضْرِبَ (۳) جزم: جیسے لَمْ یَضْرِبْ

اعرابِ فعل کی اقسام

فعل مضارع کے اعراب کی چار قسمیں ہیں اور وجوہ اعراب کے اعتبار سے فعل مضارع کی سات قسمیں ہیں جو نقشہ ذیل میں واضح کی گئی ہیں۔

نمبر شمار	اعراب کی قسم	فعل مضارع	مثال
۱	حالتِ رفع میں ضمہ، حالتِ نصب میں فتحہ اور حالتِ جزم میں سکون	مفرد صحیح غیر مخاطبہ، مفرد صحیح غیر مخاطبہ، مفرد صحیح غیر مخاطبہ	ھُوَ یَضْرِبُ، لَنْ یَضْرِبَ، لَمْ یَضْرِبْ
۲	حالتِ رفع میں ثبوتِ نون، حالتِ نصب و جزم میں حذفِ نون	تثنیہ، جمع مذکر اور مفردہ مخاطبہ صحیح ہو یا غیر صحیح	ھُمَا یَفْعَلَانِ۔ ھُمْ یَفْعَلُوْنَ۔ اَنْتِ تَفْعَلِیْنَ۔ لَنْ یَفْعَلَا۔ لَنْ یَفْعَلُوْا۔ لَنْ تَفْعَلِیْ۔ لَمْ یَفْعَلَا۔ لَمْ یَفْعَلُوْا۔ لَمْ تَفْعَلِیْ۔
۳	حالتِ رفع میں ضمہ تقدیری، حالتِ نصب میں فتحہ لفظی اور حالتِ جزم میں حذفِ لازم	ناقص یائی اور ناقص واوی جبکہ تثنیہ، جمع اور مفردہ مخاطبہ نہ ہوں	ھُوَ یَرْمِیْ وَیَغْزُوْ، لَنْ یَرْمِیَ وَیَغْزُوَ، لَمْ یَرْمِ وَیَغْزُ

۳	حالتِ رفع میں ضمہ تقدیری حالتِ نصب میں فتحہ تقدیری اور حالتِ جزم میں حذف لازم	ناقص الفی جبکہ تثنیہ جمع اور مفردہ مخاطبہ نہ ہو	هُوَ يَسْعىٰ لَنْ يَسْعىٰ لَمْ يَسْعَ

مضارع مرفوع کا عامل

مضارع مرفوع کا عامل معنوی ہوتا ہے یعنی اس کا ناصب اور جازم سے خالی ہونا جیسے هُوَ يَضْرِبُ، وَيَخْزُوْ وَيَرْمِيْ وَيَسْعىٰ۔

مضارع منصوب کے عوامل

مضارع کو نصب دینے والے عوامل پانچ ہیں:

اَنْ، لَنْ، كَيْ، اِذَنْ، اور اَنْ تقدیری[1]

مثالیں: اُرِيْدُ اَنْ تُحْسِنَ اِلَيَّ، اَنَا لَنْ اَضْرِبَكَ، اَسْلَمْتُ كَيْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ۔ اِذَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكَ۔ قَامَ زَيْدٌ لِيَذْهَبَ (لِيَذْهَبَ میں لام کے بعد اَنْ مقدر ہے)۔

نوٹ: حرف اَنْ سات جگہوں میں مقدر (چھپا ہوا) ہوتا ہے۔

(۱) حتّٰی کے بعد: جیسے اَسْلَمْتُ حَتّٰى اَدْخُلَ الْجَنَّةَ۔

(۲) لام کَیْ کے بعد: جیسے قَامَ زَيْدٌ لِيَذْهَبَ۔

(۳) لامِ جحد کے بعد: جیسے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ۔

(۴) اس فاء کے بعد جو امر، نہی استفہام نفی، تمنی اور عرض میں سے کسی کے واجب میں واقع ہو۔

---

[1] مضارع کو نصب دینے والے حروف چار ہیں چونکہ بعض جگہ اَنْ تقدیری ہوتا ہے اس لئے اس کو الگ عامل شمار کر کے پانچ عوامل شمار کئے گئے۔

مثالیں

امر: اَسْلِمْ فَتَسْلِمْ — نہی: وَلَا تَعْصِ فَتُعَذَّبَ

استفہام: هَلْ تَعْلَمْ فَتَنْجُوَ — نفی: مَاتَزُوْرُنَا فَنُكْرِمَكَ

تمنی: لَيْتَ لِيْ مَالًا فَأُنْفِقَهُ — عرض: اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا

(۵) اس واؤ کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے جو ان مندرجہ بالا چھ باتوں کے بعد واقع ہوں جیسے اَسْلِمُ و تَسْلَمَ وغیرہ۔

(۶) اس واؤ کے بعد جو اِلٰی اَنْ یا اِلَّا اَنْ کے معنی میں ہو جیسے لَا حَبِسَنَّكَ اَوْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ ۔ یعنی اِلٰی اَنْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ۔

(۷) واؤ عطف کے بعد جبکہ معطوف علیہ اسم صریح ہو۔ جیسے اَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَتَخْرُجَ۔

تنبیہ

(۱) لام کَیْ اور واؤ عطف کے ساتھ اَنْ کو ظاہر کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے اَسْلَمْتُ لِاَنْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ اور اَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَاَنْ تَخْرُجَ۔

(۲) لام کَیْ لائے نافیہ سے متصل ہو تو حرف اَنْ کو ظاہر کرنا واجب ہے جیسے لِئَلَّا يَعْلَمَ (لِاَنْ لَا يَعْلَمَ)۔

(۳) حرف اَنْ، لفظ عَلِمَ کے بعد آئے تو فعل مضارع کو نصب نہیں دیتا کیونکہ وہ حروف ناصبہ میں سے نہیں بلکہ وہ نون ثقیلہ سے خفیفہ بنا ہوتا ہے جیسے عَلِمْتُ اَنْ سَيَقُوْمُ۔ ارشاد خداوندی ہے عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى۔

(۴) لفظ ظَنَّ کے بعد واقع ہونے والے اَنْ میں دونوں باتیں جائز ہیں یعنی نصب دینا اور اس اَنْ کی طرح عمل کرنا جو لفظ عَلِمَ کے بعد واقع ہوتا ہے جیسے ظَنَنْتُ اَنْ سَيَقُوْمَ اور سَيَقُوْمُ۔

مضارع مجزوم کے عوامل

فعل مضارع کو جزم دینے والے حروف کو حروف جازمہ کہا جاتا ہے حروف جازمہ درج ذیل ہیں:۔ لَمْ ، لَمَّا لام امر اور لائے نہی۔ جیسے لَمْ یَضْرِبْ ۔ لَمَّا یَضْرِبْ ۔ لِیَضْرِبْ۔ لَا تَضْرِبْ۔

ان کے علاوہ کلمات مجازات[1] بھی فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں۔ کلمات مجازیہ ہیں۔ اِنْ ، مَهْمَا ، اِذْمَا ، حَیْثُمَا ، اَیْنَ ، مَتٰی ، مَا ، مَنْ ، اَیٌّ اَنّٰی اور اِنْ مقدرہ۔

نوٹ:۔

(۱) حرف لَمْ مضارع کو ماضی منفی میں بدل دیتا ہے۔

(۲) حرف لَمَّا بھی یہی عمل کرتا ہے البتہ اس میں نفی کا دوام پایا جاتا ہے۔ جیسے قَامَ الْاَمِیْرُ لَمَّا یَرْکَبْ ۔ امیر کھڑا ہے ابھی تک سوار نہیں ہوا۔

(۳) لَمَّا کے معمول فعل کو حذف کرنا بھی جائز ہے البتہ حرف لَمْ کا مدخول حذف نہیں ہوسکتا۔ جیسے نَدِمَ زَیْدٌ وَلَمَّا۔ یعنی وَلَمَّا یَنْفَعْهُ النَّدَمُ کہہ سکتے ہیں لیکن نَدِمَ زَیْدٌ وَلَمْ نہیں کہہ سکتے۔

(۴) کلمات مجازات، حروف ہوں یا اسماء دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں اور اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ پہلا جملہ، دوسرے جملے کے لئے سبب ہے پہلے جملے کو شرط اور دوسرے کو جزا کہتے ہیں۔
اگر شرط اور جزا دونوں مضارع ہوں تو دونوں میں لفظاً جزم واجب ہے جیسے اِنْ تُکْرِمْنِیْ ، اُکْرِمْکَ۔
اور اگر دونوں ماضی ہوں تو لفظاً عمل نہیں ہوگا جیسے اِنْ ضَرَبْتَ ، ضَرَبْتُ
اگر صرف جزا ماضی ہو تو شرط میں جزم واجب ہوگی جیسے اِنْ تَضْرِبْنِیْ ضَرَبْتُكَ۔ اور اگر صرف شرط ماضی ہو تو جزا میں دونوں صورتیں جائز ہیں۔ جیسے اِنْ جِئْتَنِیْ اُکْرِمْكَ (مرفوع اور مجزوم دونوں طرح جائز ہیں)۔

---

[1] ان کلمات کو کلمات مجازات اس لئے کہتے ہیں کہ شرط اور جزاء پر داخل ہوتے ہیں۔

جزا پر حرف فاء داخل کرنا

جب جزا فعل ماضی ہو اور حرف قد کے بغیر ہو تو جزا پر حرف فاء لانا جائز نہیں جیسے: اِنْ اَکْرَمْتَنِیْ، اَکْرَمْتُكَ۔

ارشادِ خداوندی ہے: وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔

اگر جزا فعل مضارع مثبت یا منفی ہو تو اس میں دونوں طریقے جائز ہیں۔

جیسے:۔ اِنْ تَضْرِبْنِیْ اَضْرِبُكَ یا فَاَضْرِبُكَ (مثبت کی مثال)۔

اور:۔ اِنْ تَشْتِمْنِیْ لَا اَضْرِبُكَ یا فَلَا اَضْرِبُكَ (منفی کی مثال)۔

اگر مندرجہ بالا دو صورتوں میں سے کوئی صورت نہ ہو تو جزا پر فاء کا لانا ضروری ہے اور یہ چار صورتیں ہیں:۔

(۱) جزا فعل ماضی ہو اور اس پر حرف قد بھی داخل ہو جیسے قرآن پاک میں ہے: اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ۔

(۲) جزاء فعل مضارع منفی ہو لیکن حرف نفی لا نہ ہو۔ جیسے ارشاد خداوندی ہے وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ۔ یہاں حرف نفی لَنْ ہے۔

(۳) جزاء، جملہ اسمیہ ہو جیسے قرآن پاک میں ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔

(۴) جزاء، جملہ انشائیہ ہو چاہے امر ہو یا نہی:

امر کی مثال: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ۔

نہی کی مثال: فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ۔

نوٹ: بعض اوقات جملہ اسمیہ کے ساتھ فاء کی جگہ حرف اِذَا بھی آجاتا ہے جیسے وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ اِذَا هُمْ یَقْنَطُوْنَ۔

اِنْ مقدّرہ

پانچ جگہوں میں اِنْ، مقدر (پوشیدہ) ہوتا ہے بشرطیکہ پہلا فعل شرط اور دوسرا جزا بنتا ہو۔

(۱) امر: جیسے تَعَلَّمْ تَنْجُ (یہاں تَنْجُ سے پہلے اِنْ پوشیدہ ہے)۔

(۲) نہی: لَا تَكْذِبْ يَكُنْ خَيْرًا لَّكَ۔

(۳) استفہام: هَلْ تَزُوْرُنَا نُكْرِمْكَ۔

(۴) تمنی: لَيْتَكَ عِنْدِيْ اَخْدِمْكَ۔

(۵) عرض: اَلَا تَنْزِلُ بِنَا تُصِبْ خَيْرًا۔

نوٹ۔

(۱) بعض اوقات نفی کے بعد بھی اِنْ پوشیدہ ہوتا ہے۔ جیسے لَا تَفْعَلْ شَرًّا يَكُنْ خَيْرًا لَّكَ۔

(۲) اگر یہ افعال شرط اور جزا نہ ہوں تو اِنْ مقدر نہیں ہوتا جیسے لَا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اِنْ لَا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ کہنا صحیح نہیں اس لئے کہ کفر نہ کرنا جہنم میں جانے کا نہیں بلکہ اُس سے دُور رہنے کا سبب ہے۔

فعل امر

وہ فعل ہے جس کے ذریعے فاعل مخاطب سے کسی کام کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ جیسے اِضْرِبْ، اُغْزُ، اِرْمِ۔

امر بنانے کا طریقہ

فعل مضارع مخاطب سے علامتِ مضارع کو گرانے کے بعد دیکھا جائے اگر پہلا حرف ساکن ہو تو شروع میں ہمزہ وصل مضموم لگا دیں اگر عین کلمہ مضموم ہو جیسے

اُنصُرْ۔ اگر عین کلمہ مفتوح یا مکسور ہو تو ہمزہ وصل مکسور کا اضافہ کریں جیسے اِعْلَمْ، اِضْرِبْ، اور اِمْنَعْ۔

اگر علامت مضارع گرانے کے بعد پہلا حرف متحرک ہو تو ہمزہ وصل کی ضرورت نہیں جیسے عِدْ، حَاسِبْ۔

نوٹ۔

(۱) باب افعال کے امر مثلاً اَکْرِمْ کا ہمزہ قطعی ہے وصلی نہیں کیونکہ تُکْرِمُ اصل میں تُأَکْرِمُ تھا واحد متکلم اُأَکْرِمُ میں دو ہمزے جمع ہونے کی وجہ سے ایک ہمزے کو گرا دیا پھر اس صیغے کی مناسبت سے دوسرے صیغوں سے بھی گرایا گیا لہٰذا امر حاضر بناتے وقت علامتِ مضارع کو گرایا اور آخر سے ساکن کیا تو اَکْرِمْ رہ گیا۔

(۲) امر، علامت جزم پر مبنی ہوتا ہے۔ اور اس میں جزم کی علامت وہی ہے جو فعل مضارع میں ہوتی ہے جیسے:۔

اِضْرِبْ: (آخری حرف کو ساکن کیا)

اُغْزُ، اِرْمِ: (آخر سے حرف علت گرایا)

اِضْرِبَا، اِضْرِبُوْا: (آخر سے نون اعرابی کو گرایا)

فعل مجہول

وہ فعل جس کے فاعل کو حذف کر کے مفعول کو اس کے قائم مقام کیا جائے فعل مجہول یا فعل مالم یُسَمَّ فاعلہ کہلاتا ہے اور یہ فعل متعدی کے ساتھ خاص ہے جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ۔

فعل مجہول کی علامات

(۱) جن بابوں کے شروع میں ہمزہ وصل اور تاء زائدہ نہیں اُن کی ماضی

مجہول میں پہلا حرف (فاء کلمہ) مضموم اور آخر کا ماقبل مکسور ہوتا ہے۔

(۲) جن ابواب کے شروع میں تاء زائدہ ہو ان کی ماضی مجہول کے پہلے دو حرف مضموم اور آخر کا ماقبل مکسور ہوتا ہے جیسے تُفُضِّلَ، تُضُوْرِبَ۔

(۳) جن ابواب کے شروع میں ہمزہ وصل ہوتا ہے ان کی ماضی مجہول کا پہلا متحرک حرف مضموم اور آخر کا ماقبل مکسور ہوتا ہے اور ہمزہ وصل کو گرایا نہ جائے تو وہ مضموم حرف کے تابع ہوتا ہے جیسے اُسْتُخْرِجَ، اُسْتُغْفِرَ۔

(۴) باب مفاعلہ، افعال، تفعیل، فعللۃ اور ان کے ملحقات کے علاوہ ابواب میں مضارع مجہول کی علامت یہ ہے کہ علامت مضارع مضموم اور آخر کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے جیسے یُضْرَبُ، یُسْتَخْرَجُ۔

نوٹ:۔ باب مفاعلہ وغیرہ میں علامت مضارع معروف و مجہول دونوں میں مضموم ہوتی ہے لہٰذا ان ابواب میں مجہول کی علامت صرف آخر سے ماقبل کا مفتوح ہونا ہے جیسے یُحَاسِبُ (معروف) یُحَاسَبُ (مجہول)۔

(۵) جن ابواب کا عین کلمہ الف سے بدل گیا ہو اس کی ماضی مجہول میں فاء کلمہ کی حرکت دور کر کے واؤ یا یاء کی حرکت اسے دیتے ہیں اور واؤ کو یاء میں بدل دیتے ہیں جیسے قُوْلَ سے قِیْلَ اور بُیِعَ سے بِیْعَ۔

(۶) اجوف کے مضارع مجہول میں عین کلمہ کو الف سے بدلا جاتا ہے جیسے یُقَالُ اور یُبَاعُ۔

لازم ومتعدی

متعلق کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں: (۱) لازم (۲) متعدی

اگر فعل کا مفہوم فقط فاعل پر پورا ہو جائے تو اسے فعل لازم کہتے ہیں جیسے قَعَدَ زَیْدٌ، قَامَ زَیْدٌ۔

اور اگر فعل کا مفہوم فاعل کے علاوہ کسی دوسرے متعلق پر بھی موقوف ہو تو اسے فعل متعدی کہتے ہیں جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا۔ یہاں مفعول کی بھی حاجت ہے۔

فعلِ متعدی کی اقسام

مفعول کے اعتبار سے فعلِ متعدی کی چند قسمیں ہیں:

(۱) جو ایک مفعول کو چاہتا ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا۔

(۲) دو مفعولوں کو چاہتا ہو لیکن ایک مفعول پر اکتفاء جائز ہو۔ جیسے اَعْطَیْتُ زَیْدًا یا اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْهَمًا۔

(۳) دو مفعولوں کو چاہتا ہو اور ایک مفعول پر اکتفاء جائز نہ ہو جیسے عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا۔

(۴) تین مفعولوں کو چاہتا ہو اور مندرجہ ذیل افعال ہیں:
اَعْلَمَ، اَرٰی، اَنْبَاءَ، نَبَّاءَ، اَخْبَرَ، خَبَّرَ، حَدَّثَ۔

ان کے پہلے مفعول پر اکتفاء جائز ہے یعنی دوسرے دو مفعول حذف کیے جا سکتے ہیں۔ جیسے اَعْلَمْتُ زَیْدًا عَمْرًوا خَیْرَ النَّاسِ کو صرف اَعْلَمْتُ زَیْدًا پڑھ سکتے ہیں لیکن دوسرے اور تیسرے مفعول میں سے کسی ایک پر اکتفاء جائز نہیں مثلاً یوں نہیں کہہ سکتے اَعْلَمْتُ زَیْدًا خَیْرَ النَّاسِ یا اَعْلَمْتُ زَیْدًا عَمْرًوا۔

افعالِ قلوب

افعالِ قلوب سات ہیں:۔
عَلِمْتُ، ظَنَنْتُ، حَسِبْتُ، خِلْتُ، رَاَیْتُ، وَجَدْتُ اور زَعَمْتُ۔
یہ افعال مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اور ان کو مفعولیت کی بناء پر نصب دیتے ہیں۔ جیسے عَلِمْتُ زَیْدًا عَالِمًا۔
پہلے تین یقین کے لئے آتے ہیں، دوسرے تین شک کے لئے استعمال ہوتے ہیں اور زَعَمْتُ دونوں معنوں میں مشترک ہے۔

افعالِ قلوب کے خواص

ان افعال کی کچھ خاصیتیں ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) ایک مفعول پر اکتفاء جائز نہیں لہٰذا صرف عَلِمْتُ زَیْدًا کہنا صحیح نہیں۔

(۲) جب یہ افعال مبتدا اور خبر کے درمیان یا ان بعد آئیں تو عمل نہیں کرتے جیسے زَیْدٌ ظَنَنْتُ قَائِمٌ۔ زَیْدٌ قَائِمٌ، ظَنَنْتُ۔

(۳) اگر یہ افعال استفہام یا نفی یا لام ابتداء سے پہلے واقع ہوں تو لفظاً عمل نہیں کرتے معنیً عمل کرتے ہیں۔[2]

مثالیں

عَلِمْتُ اَزَیْدٌ عِنْدَكَ اَمْ عَمْرٌو (استفہام کی مثال)

عَلِمْتُ مَازَیْدٌ فِي الدَّارِ (نفی کی مثال)

عَلِمْتُ لَزَیْدٌ مُنْطَلِقٌ (لام ابتدا کی مثال)

(۴) ان کا فاعل اور مفعول دونوں ایک ہی چیز کے لئے بطور ضمیر متصل آسکتے ہیں جیسے ۔ عَلِمْتُنِیْ مُنْطَلِقًا ۔ یہاں متکلم کی ضمیر مرفوع متصل فاعل اور منصوب متصل بھی متکلم کی ضمیر ہے جو مفعول بن رہی ہے۔

ظَنَنْتَكَ فَاضِلًا یہاں واحد مذکر حاضر کی ضمیریں فاعل اور مفعول بن رہی ہے۔

نوٹ:۔

بعض اوقات

ظَنَنْتُ: اِتَّهَمْتُ کے معنی میں آتا ہے۔

عَلِمْتُ: عَرَفْتُ کے معنی میں آتا ہے۔

رَاَیْتُ: اَبْصَرْتُ کے معنی میں آتا ہے۔

وَجَدْتُ: اَصَبْتُ الضَّالَّةَ کے معنی میں آتا ہے۔

اس صورت میں یہ صرف ایک مفعول کو نصب دیتے ہیں اور اُس وقت یہ افعال، افعال قلوب نہیں کہلاتے۔

---

[1] چونکہ ان افعال کا صدور، ظاہری اعضاء سے نہیں ہوتا بلکہ ان کا تعلق باطن سے ہے اس لئے ان کو افعال قلوب کہتے ہیں۔

[2] یعنی اپنے مفعول کو نصب نہیں دیتے لیکن معنوی طور پر وہ مفعول ہی شمار ہوتا ہے۔

افعالِ ناقصہ

یہ افعال، فاعل کے لئے معنیٰ مصدری کے علاوہ کسی صفت کے ثبوت کے لئے وضع کیے گئے ہیں۔

افعال ناقصہ: کَانَ، صَارَ، ظَلَّ، بَاتَ وغیرہ ہیں

نوٹ: ان کے نام پہلے معلوم ہو چکے ہیں:

افعال ناقصہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں تاکہ خبر میں ان کے معانی کا فائدہ حاصل ہو۔ یہ پہلے اسم کو رفع اور دوسرے کو نصب دیتے ہیں۔ جیسے کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا۔

کَانَ کی اقسام

کَانَ کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) کَانَ ناقصہ:۔ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی خبر فاعل کے لئے ماضی میں ثابت ہو چکی ہے چاہے یہ ثبوت دائمی ہو جیسے کَانَ اللّٰہُ عَلِیْماً حَکِیْمًا۔ یا منقطع و عارضی ہو جیسے کَانَ زَیْدٌ شَابًّا۔

(۲) کَانَ تامہ:۔ یہ ثَبَتَ اور حَصَلَ کے معنیٰ میں آتا ہے جیسے کَانَ الْقِتَالُ یعنی حَصَلَ۔ الْقِتَالُ۔

(۳) کَانَ زائدہ:۔ اس کے گر جانے سے جملے کا معنیٰ نہیں بدلتا جیسے مَا کَانَ اَحْسَنَ زَیْدًا۔ یعنی مَا اَحْسَنَ زَیْدًا۔

صَارَ: کسی چیز کی حالت بدلنے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے صَارَ زَیْدٌ غَنِیًّا۔ (زید مالدار ہو گیا)۔

اَصْبَحَ، اَمْسیٰ، اَضْحیٰ: مضمونِ جملہ کے ان اوقات میں پائے جانے پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسے اَصْبَحَ زَیْدٌ ذَاکِرًا۔ (ذکرِ زید بوقت صبح حاصل ہوا)۔

یہ صار کے معنیٰ بھی آتے ہیں جیسے صبح زید غنیًا
زید صبح کے وقت غنی ہو گیا۔ اضحیٰ زیدٌ مُنْتَصِفًا (زید صبح کے وقت پہنچا)۔

ظَلَّ، بَاتَ:۔

یہ دونوں بھی مضمونِ جملہ کے ان اوقات میں پائے جانے پر دلالت کرتے ہیں جیسے ظَلَّ زَیْدٌ کَاتِبًا (کتابتِ زید دن کے وقت حاصل ہوئی) بَاتَ زَیْدٌ کَاتِبًا (کتابتِ زید رات کے وقت حاصل ہوئی) نیز یہ دونوں فعل صار کے معنیٰ میں بھی آتے ہیں جیسے ظَلَّ زَیْدٌ فَقِیْرًا[1]

مَا زَالَ، مَا فَتِئَ، مَا بَرِحَ، مَا انْفَکَّ:۔ یہ افعال خبر کے اسم کے لئے دائمی ثبوت پر دلالت کرتے ہیں جیسے مَا زَالَ زَیْدٌ اَمِیْرًا۔ زید ہمیشہ سے امیر ہے (یعنی جب سے وہ امیر بنا ہے غریب نہیں ہوا)۔

نوٹ: ان افعال کو حرف نفی لازم ہے۔

مادام:۔

یہ فعل کسی کام کے لئے اتنی مدت کے تعین پر دلالت کرتا ہے جتنی مدت کے لئے اس فعل کی خبر اسم کے لئے ثابت ہے۔ جیسے اَقُوْمُ مَادَامَ الْاَمِیْرُ جَالِسًا[2]

افعال مقاربہ

وہ افعال جو خبر کے اسم کے قریب ہونے پر دلالت کے لئے وضع کئے ہوں۔ افعال مقاربہ کہلاتے ہیں۔ افعال مقاربہ کی تین قسمیں ہیں:۔

---

[1] یعنی زید پہلے غریب تھا اب امیر ہو گیا۔ بعض اوقات صار ذات یا مکان کی تبدیلی پر بھی دلالت کرتا ہے اور اس وقت الیٰ کے ساتھ متعدی ہوتا ہے جیسے صار زید من قریۃ الی قریۃ۔ صار زید من عالم الی بکر۔

[2] جب تک امیر بیٹھا ہے کاش میں کھڑا رہوں گا۔ تو جتنا وقت امیر بیٹھنے میں گزارے گا اتنا ہی وقت متکلم کے کھڑا ہونے کے لیے مقرر ہوگا۔

(۱) امید کے لئے استعمال ہو اور وہ لفظ عَسٰی ہے۔ عَسٰی فعل جامد ہے اور صرف ماضی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ کادَ کی طرح اپنے اسم کو رفع دیتا ہے اور اس کی خبر فعل مضارع ہوتا ہے جس کے شروع میں اَنْ ہوتا ہے جیسے عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَقُوْمَ۔

(۲) دوسری قسم وہ فعل مقارب ہے جو کسی چیز کے حصول کے لئے آتا ہے۔ یہ لفظ کَادَ ہے اس کی خبر بھی فعل مضارع ہوتا ہے لیکن اس کے شروع میں حرف اَنْ ہمیشہ نہیں آتا جیسے کَادَ زَیْدٌ یَقُوْمُ۔

(۳) تیسری قسم میں وہ افعال مقاربہ شامل ہیں جو کسی چیز کو حاصل کرنے اور کام شروع کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں یہ مندرجہ ذیل الفاظ ہیں: طَفِقَ۔ جَعَلَ۔ کَرُبَ۔ اَخَذَ اور اَوْشَكَ۔

پہلے چار کا استعمال کَادَ کی طرح ہوتا ہے۔ جیسے طَفِقَ زَیْدٌ یَکْتُبُ (زید لکھے گا) اَوْشَكَ، عَسٰی اور کَادَ دونوں کی طرح استعمال ہوتا ہے۔

فعل تعجب

وہ فعل ہے جسے اظہار تعجب کے لئے وضع کیا گیا ہو اس کے دو صیغے ہیں:

(۱) مَا اَفْعَلَهٗ:۔ جیسے مَا اَحْسَنَ زَیْدًا۔ مَا بمعنی اَیُّ شَیْءٍ مبتدا ہے اَحْسَنَ زَیْدًا جملہ فعلیہ خبر ہے۔ یعنی اَیُّ شَیْءٍ اَحْسَنَ زَیْدًا۔ جملہ فعلیہ، خبر ہے۔ یعنی اَیُّ شَیْءٍ اَحْسَنَ زَیْدًا۔

(۲) اَفْعِلْ بِهٖ:۔ جیسے اَحْسِنْ بِزَیْدٍ۔ یہاں امر فعل ماضی کے معنیٰ میں ہے اور باء زائدہ ہے، یعنی صَارَ زَیْدٌ ذَا حُسْنٍ (زید حُسن والا ہو گیا)۔

نوٹ:۔ فعل تعجب کے صیغے صرف اسی فعل سے بنتے ہیں جس سے اسم تفضیل بنایا جاتا ہے[1] اور جن ابواب سے اسم تفضیل نہیں بنتا ان میں فعل تعجب کے لئے مصدر سے پہلے اَشَدُّ وغیرہ کا اضافہ کیا جاتا ہے[2] جیسے مَا اَشَدُّ اِسْتِخْرَاجًا۔ اور اَشْدِدْ بِاِسْتِخْرَاجِهٖ۔

---

[1] یعنی ثلاثی مجرد جبکہ اس میں رنگ اور عیب کا معنی نہ ہو۔

[2] ثلاثی مجرد جبکہ رنگ اور عیب کا معنی دے اور ثلاثی مزید فیہ نیز رباعی مجرد و مزید فیہ وغیرہ میں فعل تعجب بنانے کے لئے شدت و مبالغہ پر دلالت کرنے والے الفاظ مصدر کے شروع میں لگائے جاتے ہیں۔

فعل تعجب کے صیغوں میں تصرف کرنا یعنی تقدیم و تاخیر اور عامل و معمول کے درمیان فصل کرنا جائز نہیں۔

البتہ مازنی (نحوی) نے ظرف کے ساتھ فصل کو جائز قرار دیا ہے کیونکہ ظرف میں وسعت ہوتی ہے۔ جیسے مَا اَحْسَنَ الْیَوْمَ زَیْدًا۔ یہاں لفظ یوم ظرف ہے۔

افعالِ مدح وذم

وہ افعال ہیں جنہیں کسی کی تعریف یا مذمت کے اظہار کے لئے وضع کیا گیا ہو۔

مدح کے لئے دو فعل آتے ہیں (۱) نِعْمَ (۲) حَبَّذَا نِعمَ کے فاعل کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) معرفہ باللام ہو۔ جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ۔

(۲) یا معرفہ باللام کی طرف مضاف ہو۔ جیسے نِعْمَ غُلَامُ الرَّجلِ زَیْدٌ۔

(۳) یا اس کا فاعل ضمیر ہوتی ہے جس کی تمیز نکرہ منصوبہ لانا واجب ہے جیسے نِعْمَ رَجُلًا زَیْدٌ۔

یا اس کی تمیز لفظ مَا آتا ہے۔ جیسے قرآن پاک میں ہے فَنِعِمَّا هِیَ۔ یعنی نِعْمَ شَیْئًا هِیَ۔

نوٹ:۔ مندرجہ بالا مثالوں میں زَیْدٌ مخصوص بالمدح ہے۔

حَبَّذَا: جیسے حَبَّذَا زَیْدٌ۔ اس میں (حَبَّ) فعل مدح ہے ذَا اس کا فاعل اور زَیْدٌ مخصوص بالمدح ہے۔

نوٹ:۔ حَبَّذَا کے مخصوص بالمدح سے پہلے یا بعد تمیز یا حال بھی آسکتا ہے:۔

تمیز کی مثالیں:۔ حَبَّذَا رَجُلًا زَیْدٌ۔ حَبَّذَا زَیْدٌ رَجُلًا۔

حال کی مثالیں:۔ حَبَّذَ رَاكِبًا زَیْدٌ۔ حَبَّذَا زَیْدٌ رَاكِبًا۔

ذم: (مذمت) کے لئے بھی دو فعل آتے ہیں (۱) بِئْسَ (۲) سَاءَ۔

مثالیں:۔

بِئْسَ الرَّجُلُ اَبُوْ جَهْلٍ (مخصوص بالذم معرفہ باللام ہے)

بِئْسَ غُلَامُ الرَّجُلِ اَبُوْ جَهْلٍ (مخصوص بالذم معرفہ باللام کی طرف مضاف ہے)

بِئْسَ رَجُلًا اَبُوْ جَهْلٍ (مخصوص بالذم بِئْسَ میں ضمیر ہے)

اسی طرح سَاءَ الرَّجُلُ اَبُوْ لَهَبٍ۔ سَاءَ غُلَامُ الرَّجُلِ اَبُوْ لَهَبٍ۔ اور سَاءَ رَجُلًا اَبُوْ لَهَبٍ۔

سوالات

(۱) فعل کی تعریف کریں اس کی اقسام بتائیں اور ہر ایک کی تعریف بھی کریں؟

(۲) فعل مضارع کی وجہ تسمیہ لکھیں اور اس بات کی تفصیلاً وضاحت کریں کہ فعل مضارع اسم کے مشابہ ہوتا ہے؟

(۳) وجوہِ اعراب کے اعتبار سے مضارع کی اقسام مع امثلہ تحریر کریں؟

(۴) شرط کی جزاء پر حرف فاء کا دخول کب جائز اور کب واجب ہوتا ہے اور کن کن صورتوں میں جزا پر حرف فاء داخل نہیں کر سکتے؟

(۵) افعال قلوب کون کونسے ہیں اور ان کو افعال قلوب کیوں کہتے ہیں؟

(۶) کَانَ کتنی قسم کا ہوتا ہے وضاحت سے تحریر کریں اور مثالیں بھی دیں؟

(۷) سورہ بقرہ کی آخری سو آیات میں پائے جانے والے افعال کی وضاحت کریں؟

☆☆☆

تیسری قسم

حروف کا بیان

حرف کی تعریف کتاب کے شروع میں بیان ہو چکی ہے۔

اقسامِ حروف

حرف کی سترہ اقسام ہیں۔

(۱) حروف جر (۲) حروف مشبہ بالفعل (۳) حروف عطف (۴) حروف تنبیہ (۵) حروف ندا (۶) حروف ایجاب (۷) حروف زیادت (۸) حروف تفسیر (۹) حروف مصدر (۱۰) حروف تخصیص (۱۱) حروف توقع (۱۲) حروف استفہام (۱۳) حروف شرط (۱۴) حروف ردع (۱۵) تاءِ تانیث ساکنہ (۱۶) تنوین (۱۷) نون تاکید۔

حروف جر

وہ حروف جو کسی فعل، شبہ فعل[1] یا معنی فعل کو اپنے مدخول تک پہنچانے کے لئے وضع کئے گئے ہوں حروف جر کہلاتے ہیں۔

فعل کی مثال مَرَرْتُ بِزَیْدٍ شبہ فعل کی مثال۔ اَنَا مَارٌّ بِزَیْدٍ۔

معنی فعل کی مثال ھٰذَا فِی الدَّارِ اَبُوْہُ۔

نوٹ: ھذا فی الدار میں ھذا فعل کے معنی میں ہے یعنی اُشِیْرُ اِلَیْہِ فِی الدَّارِ اَبُوْہُ۔

[1] شبہ فعل وہ اسم ہے جو اپنے فعل کا عمل کرتا ہے جیسے اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ وغیرہ اور وہ کلمات جو فعل کے معنی پر دلالت کرتے ہیں انہیں معنی فعل کہا جاتا ہے جیسے حروف ندا حروف تنبیہ، اسم اشارہ، اسم فعل۔

حروف جر (تعداد و معانی)۔

حروف جر سترہ ہیں جو مختلف معنی کے لئے آتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) مِنْ یہ چند معانی کے لئے آتا ہے۔

(۲) ابتدائے غایت۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے مقابلے میں انتہاء ہو۔ جیسے سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَی الْکُوْفَةِ۔

(ب) تبیین۔ اس کی علامت یہ ہے کہ حرف مِنْ کی جگہ لفظ بعض آسکے جیسے اَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاهِمِ۔ یعنی بَعْضَ الدَّرَاهِمِ۔

(د) زائدہ:۔ اس کی علامت یہ ہے کہ حرف مِنْ کی نفی سے معنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جیسے مَا جَاءَنِیْ مِنْ اَحَدٍ۔ یعنی مَا جَاءَنِیْ اَحَدٌ۔

نوٹ۔ بصریوں کے نزدیک کلام مُوْجَب[1] میں حرف زائد نہیں ہوتا۔

اعتراض:۔ قَدْ کَانَ مِنْ مَطَرٍ میں مِنْ زائدہ ہے حالانکہ یہ کلام موجب ہے؟

جواب:۔ قَدْ کَانَ بَعْضُ مَطَرٍ یا قَدْ کَانَ شَیْئٌ مِنْ مَطَرٍ۔

(۲) اِلٰی:۔ یہ انتہائے غایت کے لئے آتا ہے جیسے سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَی الْکُوْفَةِ۔

نوٹ:۔ بعض اوقات حرف اِلٰی حرف مَعَ کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ۔ یعنی مَعَ الْمَرَافِقِ۔

(۳) حَتّٰی:۔ یہ بھی اِلٰی کی طرح استعمال ہوتا ہے جیسے نِمْتُ الْبَارِحَةَ حَتَّی الصَّبَاحِ۔ یعنی اِلَی الصَّبَاحِ۔

نوٹ: اکثر اوقات حَتّٰی، مَعَ کی معنی میں آتا ہے۔ جیسے قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّی الْمُشَاةِ۔ یعنی مَعَ الْمُشَاةِ۔ یعنی مَعَ الْمُشَاةِ۔ نیز حَتّٰی، غیر ظاہر اسم پر داخل نہیں ہوتا اس لئے حَتَّاهُ کہنا صحیح نہیں۔

---

[1] کلام موجب اس کلام کو کہتے ہیں جس میں نفی، نہی اور استفہام نہ ہو۔

اعتراض۔ یہ قاعدہ صحیح نہیں کیونکہ مندرجہ ذیل شعر میں حرف حتّٰی ضمیر پر داخل ہوا ہے

فَلَا وَاللّٰہِ لَا یَبْقٰی اُنَاسٌ   فَتًی حَتَّاکَ یَابْنَ اَبِیْ زِیَادٍ[1]

جواب۔ یہ شاذ ہے۔

(۴) فِیْ: یہ ظرفیت کے لئے آتا ہے جیسے زَیْدٌ فِی الدَّارِ۔ اَلْمَاءُ فِی الْکُوْزِ بعض اوقات عَلٰی کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے وَلَاُصَلِّبَنَّکُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ یعنی عَلٰی جُذُوْعِ النَّخْلِ۔

(۵) باء: حرف باء درج ذیل معانی کے لئے آتا ہے۔

(ا) اِلصاق (ملانا) جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔ میں اس مقام سے گزرا جہاں زید تھا۔

(ب) استعانت: کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ۔

(ج) تعلیل: اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ

(د) مصاحبت: خَرَجَ زَیْدٌ بِعَشِیْرَتِہٖ۔

(ہ) مقابلہ: بِعْتُ ھٰذَا بِعَشَرَةِ دَرَاھِمَ

(و) تعدیہ: ذَھَبْتُ بِزَیْدٍ

(ز) ظرفیت: جَلَسْتُ بِالْمَسْجِدِ

(ح) زائدہ: مَا زَیْدٌ بِقَائِمٍ[2]

---

[1] خدا کی قسم لوگ زمین پر باقی نہیں رہیں گے ورنہ کوئی جوان رہیں گے یہاں تک کہ تو بھی نہیں رہے گا۔ اے ابو زیاد کے بیٹے! جوانی پر مغرور ہے (یعنی تو یہ کہتا ہے کہ یہ جوانی ہمیشہ رہے گی)۔

[2] حرف باء دو جگہ قیاسا اور دو جگہ سماعا زائد ہوتا ہے۔ نفی اور استفہام میں واقع خبر میں قیاسا اور مرفوع و منصوب اسم کے ساتھ سماعا زائد ہوتا ہے۔ مثالیں بالترتیب یہ ہیں۔ مَا زَیْدٌ بِقَائِمٍ، ھَلْ زَیْدٌ بِقَائِمٍ، بِحَسْبِکَ زَیْدٌ، اَلْقٰی بِیَدِہٖ۔

(۹) لام۔ حرف لام درج ذیل معانی کے لئے آتا ہے۔

(ا) اختصاص۔ جیسے الجُلُ للفرسِ۔ المالُ لزیدٍ۔

(ب) تعلیل۔ جیسے ضربتُهُ للتأدیب۔

(ج) زائدہ۔ جیسے قرآن پاک میں ہے ردف لکم یعنی ردفکم

(د) بمعنی عن۔ جیسے قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ یعنی عن الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔[1]

(ہ) بمعنی واوَ۔ جیسے شاعر کا قول ہے۔

لِلّٰہِ یبقی علی الایام ذو حید: بمشمخر به الظیان و الآس یہاں لام: واوَ کے معنی میں ہے یعنی وَاللّٰہ یہاں للہ، واللہ کے معنی میں ہے۔

نوٹ۔ لام اس وقت واو کے معنی میں آتا ہے جب قسم کے لئے آئے۔

(۷) رُبَّ۔ یہ تقلیل کے لئے آتا ہے جیسے کَمْ خبریہ تکثیر کے لئے آتا ہے۔ رُبَّ کلام کے شروع میں آتا ہے اور نکرہ موصوفہ پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے رُبَّ رَجُلٍ کَرِیْمٍ لَقِیْتُهُ۔ یا ضمیر مبہم مفرد مذکر پر داخل ہوتا ہے اور اس کی تمیز نکرہ منصوبہ ہوتی ہے جیسے رُبَّهُ رَجُلاً۔ رُبَّهُ رِجَالاً، رُبَّهُ اِمْرَأَةً وغیرہ۔

نوٹ

(ا) کوفیوں کے نزدیک ممیز اور تمیز میں مطابقت ضروری ہے جیسے رُبَّهُمَا رَجُلَیْنِ، رُبَّهُمْ رِجَالاً، رُبَّهَا اِمْرَأَةً۔

(ب) بعض اوقات رُبَّ کے ساتھ مَا کافہ[2] ملحق ہوتا ہے اس وقت یہ جملہ فعلیہ اور اسمیہ دونوں پر داخل ہوسکتا ہے جیسے رُبَّمَا قَامَ زَیْدٌ، رُبَّمَا زَیْدٌ قَائِمٌ۔

(ج) رُبَّ کیلئے فعل ماضی کا ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ ثابت شدہ تقلیل کے لئے آتا ہے اور اس کے لئے ماضی کا ہونا لازمی ہے۔

---

[1] حرف لام اس وقت عن کے معنی میں آتا ہے جب لفظ قول یا اس کے مشتقات کے ساتھ آئے جیسے مثال مذکور لفظ قال ہے۔
[2] ما کافہ وہ ما ہے جو عمل سے روکتا ہے۔

نوٹ: یہ فعل اکثر حذف کر دیا جاتا ہے۔ رُبَّ رَجُلٍ کَرِیْمٍ یہاں لَقِیْتُهٗ محذوف ہے۔ یہ اس شخص کا جواب ہے جس نے پوچھا هَلْ لَقِیْتَ مِنْ کَرِیْمٍ۔ تنبیہ: کریم، رجل کی صفت ہے اور لقیتہ رُبَّ کا فعل ہے جسے حذف کر دیا گیا۔

(۸) وَ رُبَّ: یہ واؤ کلام کے شروع میں آتی ہے اور رُبَّ کا معنی دیتی ہے۔ جیسے شاعر کا قول ہے۔

وَبَلْدَةٍ لَیْسَ بِهَا اَنِیْسٌ
اِلَّا الْیَعَافِیْرَ وَاِلَّا الْعِیْسُ[1]

یہاں (وبلدة) رُبَّ بَلْدَةٍ کے معنی میں ہے۔

(۹) واوِ قسم: یہ واؤ اسم ظاہر کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے وَاللّٰهِ وَالرَّحْمٰنِ لَا تَضْرِبَنَّ۔ اس لئے اسے ضمیر پر داخل نہیں کرتے مثلاً وَكَ کہنا صحیح نہیں۔

(۱۰) تاءِ قسم: یہ صرف اسم جلالت (اللہ) کے ساتھ خاص ہے جیسے تَاللّٰهِ اس لئے تَالرَّحْمٰنِ نہیں کہا جاتا ہے۔

نوٹ: تَرَبِّ الْكَعْبَةِ شاذ ہے۔

(۱۱) باءِ قسم: یہ اسم ظاہر اور مضمر دونوں پر داخل ہو سکتی ہے۔ جیسے بِاللّٰهِ، بِالرَّحْمٰنِ۔ بِكَ

جوابِ قسم:

قسم کے لئے جوابِ قسم ضروری ہے اور یہ جملہ ہوتا ہے جسے مُقْسَمٌ عَلَیْهَا کہا جاتا ہے۔ اگر جوابِ قسم بصورت اثبات ہو تو اسمیہ اور فعلیہ دونوں پر لام داخل کرنا ضروری ہے جیسے وَاللّٰهِ لَزَیْدٌ قَائِمٌ۔ وَاللّٰهِ لَاَفْعَلَنَّ كَذَا۔

[1] شعر کا ترجمہ: بہت سے شہر ایسے ہیں جن میں ہرن کے بچوں اور سفید اونٹوں کے سوا کچھ نہ تھا۔

نیز جملہ اسمیہ کے شروع میں حرفِ ما یا افعال ان کا نا بھی آ سکتا ہے جیسے ما انْ زیدٌ لقائمٌ۔ اگر جملہ بصورتِ نفی ہو تو ما اور لا کا لانا ضروری ہے جیسے واللہِ ما زیدٌ بقائمٍ۔ واللّٰہِ لا یقومُ زیدٌ۔

اگر التباس کا ڈر نہ ہو تو حرفِ نفی کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے۔ جیسے ارشادِ خداوندی ہے۔ تاللّٰہ تفتؤ تذکر یوسف یعنی لا تفتؤ۔ اگر قسم سے پہلے جوابِ قسم پر دلالت کرنے والا جملہ ہو یا قسم درمیان میں ہو تو جوابِ قسم کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے زیدٌ قائمٌ واللّٰہِ۔ زیدٌ واللّٰہِ قائمٌ۔

پہلے[۱] جملہ میں زیدٌ قائمٌ، جوابِ قسم پر دلالت کرتا ہے اور دوسرے جملہ میں قسم یعنی وَاللّٰہِ، مبتدا اور خبر کے درمیان ہے۔

(۱۲) عن: یہ مجاوزات[۲] کے لئے آتا ہے۔ جیسے رمیتُ السّھمَ عن القوسِ الی الصیدِ۔

(۱۳) علیٰ: یہ استعلا (بلندی ظاہر کرنے) کے لئے آتا ہے جیسے زیدٌ علی السّطحِ۔

نوٹ: جب عَنْ اور عَلیٰ پر حرف مِنْ داخل ہو تو یہ اسم ہو جاتے ہیں۔ اس وقت عَنْ لفظِ جانب کا معنی دیتا ہے جیسے جَلَسْتُ مِنْ عَنْ یَمِیْنِہٖ اور عَلیٰ، فوق کے معنی میں ہوتا ہے۔ جیسے: نَزَلْتُ مِنْ عَلَی الْفَرَسِ۔

(۱۴) کاف: یہ تشبیہ کے لئے آتا ہے جیسے زیدٌ کعمرٍو۔ بعض اوقات کاف زائد ہوتا ہے جیسے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ۔ اگر کاف پر کوئی دوسرا حرف جر داخل ہو تو یہ اسم کا معنی دیتا ہے۔

(۱۵ تا ۱۶) مُذْ اور مُنْذُ:

ماضی میں یہ ابتدائے غایت کے بیان کے لئے آتے ہیں جیسے کوئی شخص شعبان کے مہینے میں کہے مَا رَاَیْتُہٗ مُذْ شَھْرِ رجبٍ۔

۱؎ چونکہ مضارع مثبت کے شروع میں لام کا آنا ضروری ہے اور یہاں اس کا نہ آنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ نفی کا صیغہ ہے۔ لہٰذا حرفِ نفی کو حذف کر دیا۔ ۲؎ مجاوزت کا معنی تجاوز کرنا اور پار ہونا ہے یعنی تیر کمان سے نکل گیا اور پار ہو گیا۔

زمانہ حال میں یہ ظرفیت کے لئے آتے ہیں۔ جیسے مَا رَأَیْتُہٗ مُذْ شَھْرِنَا وَ مُنْذُ یَوْمِنَا۔ یعنی فِی شَھْرِنَا و فِیْ یَوْمِنَا۔

(۱۷ تا ۱۹) خَلَا، عَدَا، حَاشَا۔

یہ تینوں استثناء کے لئے آتے ہیں۔ جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ خَلَا زَیْدٍ، عَدَا عَمْرٍو، حَاشَا بَکْرٍ۔

حروف مشبہ بفعل

یہ چھ حرف ہیں: اِنَّ، اَنَّ، کَاَنَّ، لٰکِنَّ، لَیْتَ اور لَعَلَّ۔

یہ حروف جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اپنے اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔

بعض اوقات ان حروف کے ساتھ مَا کافہ مل کر ان کو عمل سے روک دیتا ہے۔ اس وقت یہ حروف فعل پر داخل ہوتے ہیں جیسے اِنَّمَا قَامَ زَیْدٌ۔

نوٹ:۔ اِنَّ (مکسورۃ الہمزہ) جملے کے معنی کو بدلتا نہیں بلکہ اسے مؤکد کر دیتا ہے اور اَنَّ (مفتوحۃ الہمزہ) اپنے اسم اور خبر سے مل کر مفرد کے حکم میں ہوتا ہے یعنی اس پر سکوت صحیح نہیں ہوتا۔

اِنَّ کا استعمال

اِنَّ (مکسورۃ الہمزہ) مندرجہ ذیل مقامات میں استعمال ہوتا ہے۔

(۱) ابتدائے کلام میں جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔

(۲) قول اور اس کے مشتقات کے بعد جیسے یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَۃٌ۔

(۳) اسم موصول کے بعد جیسے مَا رَأَیْتُ الَّذِیْ اِنَّہٗ فِی الْمَسَاجِدِ۔

(۴) جب اس کی خبر پر لام داخل ہو جیسے اِنَّ زَیْدًا لَقَائِمٌ۔

اَنَّ کا استعمال

مندرجہ ذیل مقامات میں اَنَّ (مفتوحۃ الہمزہ) کا استعمال ہے۔

(۱) جب اپنے اسم اور خبر سے مل کر فاعل واقع ہو۔ جیسے بَلَغَنِیْ اَنَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔

(۲) جب مفعول واقع ہو۔ جیسے کَرِھْتُ اَنَّکَ قَائِمٌ۔

(۳) جب مضاف الیہ واقع ہو۔ جیسے عِنْدِیْ اَنَّکَ قَائِمٌ۔

(۴) جب مضاف الیہ واقع ہو جیسے عَجِبْتُ اَنَّ بَکْرًا قَائِمٌ۔

(۵) جب مجرور واقع ہو۔ جیسے عَجِبْتُ مِنْ اَنَّ بَکْرًا قَائِمٌ۔

(۶) جب حرف لَوْ کے بعد آئے جیسے لَوْ اَنَّکَ عِنْدَنَا لَاَکْرَمْتُکَ۔

(۷) جب لَوْلَا کے بعد آئے جیسے لَوْ لَا اَنَّهٗ حَاضِرٌ لَغَابَ زَیْدٌ۔

نوٹ۔۔۔ اِنَّ مکسورہ کے اسم پر کسی اسم کا عطف مرفوعًا اور منصوبًا دونوں طرح جائز ہے جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ وَعَمْرٌو اور وَعَمْرًا[1]

اِنَّ (مکسورۃ الہمزہ) کی خبر پر لام کا آنا بھی جائز ہے لیکن جب اِنَّ میں تخفیف کی جائے تو لام کا آنا ضروری ہوگا اور اس وقت اس کا عمل نہ کرنا بھی جائز ہے جیسے:۔

اِنْ کُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّھُمْ (یہاں اِنْ نے عمل کیا)۔

اِنْ کُلٌّ لَّمَّا جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ (یہاں اِنْ نے عمل نہیں کیا)۔

اِنْ (مخففہ) ان افعال پر بھی داخل ہو سکتا ہے جو مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں جیسے ارشادِ خداوندی ہے:۔

وَاِنْ کُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغَافِلِیْنَ

وَاِنْ نَّظُنُّکَ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ[2]

---

[1] چونکہ اِنَّ کا اسم لفظًا منصوب ہے لہٰذا اس کا معطوف بھی منصوب ہے اور محلًا یہ مرفوع ہے کیونکہ مبتدا واقع ہو رہا ہے لہٰذا معطوف مرفوع ہوگا۔ علم کے بعد بھی اَنَّ آتا ہے۔

[2] پہلی مثال میں حرف اِنْ (جو اِنَّ سے مخفف ہے) کَانَ فعل پر اور دوسری میں ظنّی فعل پر داخل ہے اور دونوں میں ضمیر خطاب مبتدا ہے یعنی اَنْتَ مِنَ الْغٰفِلِیْنَ۔ اَنْتَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ۔

اَنْ (مفتوحۃ الہمزہ) میں بھی تخفیف ہوتی ہے اور وہ ضمیر شان مقدر میں عمل کرتا ہے اور یہ جملہ اسمیہ اور خبریہ دونوں پر داخل ہوتا ہے جیسے۔

بَلَغَنِیْ اَنْ زَیْدًا قَائِمٌ (جملہ اسمیہ کی مثال)

بَلَغَنِیْ اَنْ قَدْ قَامَ زَیْدٌ (جملہ فعلیہ کی مثال)

اَنْ (مخففہ) جملہ فعلیہ پر داخل ہو تو فعل کے شروع میں حرف سین، سوف، قد اور حرف نفی میں سے کسی ایک کا لانا ضروری ہے جیسے عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی۔

نوٹ:۔ ضمیر شان مستتر اَنْ کا اسم اور جملہ، اس کی خبر واقع ہوتا ہے۔

کَاَنَّ

کَاَنَّ تشبیہ کے لئے آتا ہے جیسے کَاَنَّ زَیْدًا نِ الْاَسَدُ۔

کَاَنَّ، کاف تشبیہ اور اِنَّ مکسورہ سے مرکب ہوتا ہے اور کاف کے مقدم ہونے کی وجہ سے یہاں اِنَّ کا ہمزہ مفتوح ہوتا ہے۔ گویا اصل عبارت یوں ہے اِنَّ زَیْدًا کَالْاَسَدِ۔

بعض اوقات کَاَنَّ میں تخفیف کی جاتی ہے اور اس وقت یہ عمل نہیں کرتا۔ جیسے کَاَنْ زَیْدٌ اَسَدٌ۔

لٰکِنَّ

لٰکِنَّ استدراک کے لئے آتا ہے یعنی پہلے کلام سے پیدا ہونے والے شبہ کو دور کرتا ہے اور دو مختلف کلاموں کے درمیان آتا ہے جیسے:۔

مَا جَاءَنِیْ الْقَوْمُ لٰکِنَّ عَمْرًوا جَاءَ

غَابَ زَیْدٌ لٰکِنَّ عَمْرًوا حَاضِرٌ

نوٹ اس کے ساتھ حرف واو کا لانا بھی جائز ہے۔ جیسے قام زیدٌ ولٰکنْ عمروٌ قاعدٌ۔
بعض اوقات لٰکن میں بھی تخفیف کی جاتی ہے اور اس وقت یہ عمل نہیں کرتا جیسے مشٰی زیدٌ لٰکنْ بکرٌ عِندَنا۔

لَیْتَ

یہ حرف کسی چیز کی تمنا کے لئے آتا ہے جیسے لَیْتَ ھِنْدًا عِنْدَنَا۔ فرّاء کے نزدیک لَیْتَ کو اَتَمَنّٰی کے معنی میں لیتے ہوئے دونوں جزوں کو منصوب پڑھنا جائز ہے۔
جیسے:۔ لَیْتَ زَیْدًا قَائِمًا۔

لَعَلَّ

یہ ترجی (امید) کے لئے آتا ہے جیسے شاعر کا قول ہے

اُحِبُّ الصّٰلِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْھُمْ
لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

(میں نیک لوگوں سے محبت کرتا ہوں اگرچہ میں ان میں سے نہیں ہوں، اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ میری اصلاح فرمادے)۔
یہاں لَعَلَّ امید کے معنی میں ہے۔
بعض اوقات لَعَلَّ کا مدخول مجرور بھی ہوتا ہے لیکن ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ جیسے لَعَلَّ زَیْدٍ قَائِمٌ۔
لَعَلَّ کو مندرجہ ذیل طریقوں پر بھی پڑھتے ہیں۔

عَلَّ: پہلے لام کو حذف کیا جاتا ہے۔
عَنَّ: پہلے لام کو حذف کر کے دوسرے کو نون سے بدلتے ہیں۔
اَنَّ: پہلے لام کو حذف کر کے عین کو ہمزہ اور دوسرے لام کو نون سے بدلتے ہیں۔
لَاَنَّ: عین کلمے کو ہمزے سے اور دوسرے لام کو نون سے بدل دیتے ہیں۔
لَعَنَّ: دوسرے لام (مشدد) کو نون سے بدلتے ہیں۔

مبرد کے نزدیک لَعَلَّ کی اصل عَلَّ ہے اس میں لام کا اضافہ کیا تو لَعَلَّ بن گیا۔ یہ اصل ہے اور باقی تمام فروع ہیں۔

حروف عطف

حروف عطف دس ہیں:۔
واوٗ، فاء، ثُمَّ، حَتّٰی، اَوْ ، اِمّا ، اَمْ ، لَا ، بَلْ اور لٰکِنْ ان میں سے پہلے چار جمع کے لئے آتے ہیں۔

واوٗ:۔
مطلق جمع کے لئے آتی ہے جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ و عَمْرٌو ۔(یہاں دونوں کے آنے کا بیان ہے اس سے قطع نظر کہ زید پہلے آیا یا عمرو)۔

فاء:۔
جمع مع ترتیب کے لئے آتی ہے لیکن اس میں تاخیر نہیں ہوتی جیسے قَامَ زَیْدٌ فَعَمْرٌو۔ (یعنی زید پہلے کھڑا ہوا۔ اور عمرو بعد میں فوراً کھڑا ہوا)۔

ثُمَّ:۔
یہ جمع مع ترتیب کے لئے آتا ہے لیکن اس میں تاخیر ہوتی ہے جیسے دَخَلَ زَیْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو ۔یعنی زید پہلے داخل ہوا اور عمرو اس کے بعد داخل ہوا لیکن درمیان میں کچھ وقفہ تھا۔

حَتّٰی:۔
یہ ترتیب اور تاخیر کے اعتبار سے ثُمَّ کی طرح ہے لیکن اس میں ثُمَّ کے مقابلے میں تاخیر کم ہوتی ہے۔
حَتّٰی کی شرط یہ ہے کہ اس کا معطوف، معطوف علیہ میں داخل ہو اور وہ معطوف میں قوت یا کمزوری کا فائدہ دیتا ہے۔
قوت کی مثال:۔ مَاتَ النَّاسُ حَتَّی الْاَنْبِيَاءُ۔
کمزوری کی مثال:۔ قَدِمَ الحَاجُّ حَتَّی الْمُشَاةِ[1]

---

[1] انبیاء کرام بھی انسان ہوتے ہیں لہٰذا معطوف (الانبیاء) معطوف علیہ (الناس) میں داخل ہے۔ اسی طرح پیدال چلنے والے (مشاۃ) بھی حاجی ہی ہیں نیز انبیاء کرام کو عام لوگوں کی نسبت قوت حاصل ہے اور پیدل حاجی سوار حاجیوں کی نسبت کمزور ہو جاتے ہیں۔

اَوْ، اِمَّا اور اَمْ:۔

یہ تینوں حروف دو چیزوں میں سے ایک غیر معین کے لئے حکم کو ثابت کرتے ہیں۔
جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اَوْ اِمْرَاَۃٍ۔

اِمَّا:۔

اس وقت حرف عطف بنتا ہے جب اس سے پہلے بھی اِمَّا ہو جیسے اَلْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ وَاِمَّا فَرْدٌ۔
یہ بھی جائز ہے کہ اِمَّا، اَوْ پر مقدم ہو کر استعمال ہو۔ جیسے زَیْدٌ اِمَّا کَاتِبٌ اَوْ اُمِّیٌّ۔
اَمْ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) متصلہ (۲) منقطعہ

اَمْ متصلہ:۔

وہ ہے جس کے ساتھ دو چیزوں میں سے ایک کے تعین کے بارے میں سوال کیا جائے اور سائل کو ان میں سے ایک کا ثبوت بطور ابہام معلوم ہو۔
نوٹ:۔ اَوْ یا اِمَّا کے ساتھ سوال کرنے والے کو دونوں چیزوں میں سے کسی ایک کے ثبوت کا بالکل علم نہیں ہوتا۔
اَمْ متصلہ تین شرائط کے ساتھ استعمال ہوتا ہے:۔
(۱) اس سے پہلے ہمزہ ہو جیسے اَزَیْدٌ عِنْدَكَ اَمْ عَمْرٌو۔
(۲) اس کے بعد ایسا ہی لفظ ہو جیسا ہمزے کے بعد ہے۔ یعنی اگر ہمزے کے بعد اسم ہے تو اس کے بعد بھی اسم ہو جیسے مذکورہ بالا مثال میں زید اور عمرو دونوں اسم ہیں۔ اور اگر ہمزے کے بعد فعل ہو تو اس کے بعد بھی فعل ہو جیسے اَقَامَ زَیْدٌ اَمْ قَعَدَ لہٰذا اَرَاَیْتَ زَیْدًا اَمْ عَمْرًوا کہنا صحیح نہیں۔
(۳) ان دو باتوں میں سے ایک ثابت ہو اور محض اس کی تعیین کے بارے میں سوال کیا جائے یہی وجہ ہے کہ جواب میں کسی ایک کا تعین ضروری ہے نَعَمْ (ہاں)

یا لا (نہیں) کے ساتھ جواب نہیں دے سکتے۔

مثلاً جب پوچھا جائے اَزَیْدٌ عِنْدَکَ اَمْ عَمْرٌو۔ تو جواب میں ایک کے بارے میں وضاحت کرنا ضروری ہے لیکن جب اَوْ یا اِمَّا کے ساتھ سوال کیا جائے تو نَعَمْ یا لا کے ساتھ جواب دیا جائے گا۔

اَمْ منقطعہ :۔

اَمْ منقطعہ وہ ہے جو بَلْ کے معنی میں آتا ہے اور اس کے ساتھ ہمزہ استفہام بھی آتا ہے جیسے کوئی شخص دور سے ایک صورت دیکھ کر یقین کے ساتھ کہے کہ یہ اونٹ ہے پھر شک واقع ہو کہ شاید یہ بکری ہے تو کہے اَمْ هِیَ شَاةٌ۔ یعنی بَلْ هِیَ شَاةٌ۔

نوٹ :۔ اَمْ منقطعہ صرف خبر اور استفہام میں استعمال ہوتا ہے۔ خبر کی مثال پہلے گزر چکی ہے اور استفہام کی مثال یہ ہے۔

اَعِنْدَکَ زَیْدٌ اَمْ عَمْرٌو ۔ یہاں پہلے زید کے بارے میں سوال کیا گیا پھر اس سے اعراض کر کے دوسرا سوال عمرو کے بارے میں ہوا۔

لَا، بَلْ، لٰکِنْ:۔

یہ تینوں حروفِ عطف دو باتوں میں سے کسی ایک معین کو ثابت کرنے کے لئے آتے ہیں۔

لا :۔ پہلے کے لئے ثابت ہونے والی بات کی دوسری سے نفی کرتا ہے جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ لَا عَمْرٌو (یہاں زید کے لیے آنا ثابت ہے اور عمرو سے اس کی نفی کی گئی ہے)۔

بَلْ :۔

یہ لا کے برعکس عمل کرتا ہے یعنی جو بات دوسرے کے لیے ثابت ہے، پہلے سے اس کی نفی کرتا ہے۔ جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ بَلْ عَمْرٌو۔ یعنی زید نہیں آیا بلکہ عمرو آیا۔ مَا جَاءَ بَکْرٌ بَلْ خَالِدٌ۔ یہاں کے آنے کی نفی ہو رہی ہے۔ رہا بکر تو اس کے لئے نہ آنے کا ثبوت ہے نہ ہی نفی ہے۔

بَل: یہ معطوف علیہ کے حکم کو معطوف کی طرف پھیرنے کے لئے آتا ہے اور معطوف علیہ مسکوت عنہ کے حکم میں ہوتا ہے یعنی نہ تو اس کے لئے ثبوت کا حکم ہوتا ہے اور نہ ہی اُس سے حکم کی نفی ہوتی ہے جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ بَلْ عَمْرٌو۔ (میرے پاس زید آیا بلکہ عمرو آیا) یعنی عمرو تو ضرور آیا ہے رہا زید تو وہ چاہے آیا یا نہ آیا ہو۔

حروفِ تنبیہ

حروفِ تنبیہ مخاطب سے غفلت دُور کرنے کے لئے جملہ کے شروع میں آتے ہیں۔

یہ تین حروف ہیں: اَلَا، اَمَا، هَا۔ اَلَا اور اَمَا جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ دونوں پر داخل ہوتے ہیں۔

جملہ اسمیہ کی مثال:۔ اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ۔

اَمَا وَالَّذِیْ اَبْکٰی وَاَضْحَكَ وَالَّذِیْ

اَمَاتَ وَاَحْیٰی وَالَّذِیْ اَمْرُهُ الْاَمْرُ[1]۔

جملہ فعلیہ مثال:۔ اَمَا لَا تَفعَلُ۔ اَلَا لَاتَضْرِبُ۔

هَا: یہ جملہ اور مفرد دونوں پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے: هَا زَیْدٌ قَائِمٌ (جملہ کی مثال ہے)

هٰٓؤُلَاءِ۔ (هَا ۔ اُولَاءِ)۔ هٰذَا (هَا ۔ ذَا) (مفرد کی مثال ہے)[2]

حروفِ ندا

یہ حروف کسی پکارنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ اور یہ پانچ حروف ہیں۔ یَا، اَیَا، هَیَا، اَیْ، ہمزہ مفتوحہ اَیْ اور ہمزہ مفتوحہ، قریب کے لئے استعمال ہوتے ہیں اَیَا اور هَیَا دُور کے لئے اور یَا دونوں میں مشترک ہے۔

---

[1] آگاہ رہو اُس ذات کی قسم جو رُلاتا اور ہنساتا ہے اور اُس کی قسم جو مارتا اور زندہ رکھتا ہے اُس کی قسم جس کا حکم (واقعی) حکم ہے۔

[2] یہاں حرف تنبیہ ھا، اسم اشارہ اُولاءِ اور ذا پر داخل ہے اور یہ دونوں مفرد ہیں۔

حروف ایجاب

وہ حروف جو جواب دینے کے لئے استعمال ہوتے ہیں انہیں حروف ایجاب کہا جاتا ہے۔ اور یہ چھ حروف ہیں:۔

نَعَمْ۔ بَلیٰ، اَجَلْ، جَیْرِ، اِنَّ، اِیْ

نَعَم:۔

پہلی بات کو پکا کرنے کے لے آتا ہے چاہے وہ مثبت ہو یا منفی جیسے اجاء زَیْدٌ کے جواب میں نَعَمْ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ واقعی زید آیا ہے اور مَا جَاءَ زَیْدٌ کے جواب میں نَعَمْ کہا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ واقعی وہ نہیں آیا۔

حرف بلیٰ:۔

نفی کی صورت میں سوال یا خبر کے جواب میں اثبات کے لئے آتا ہے۔ جیسے ارشاد خداوندی ہے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں) کے جواب میں بَلیٰ کہا گیا۔ یعنی ہاں کیوں نہیں تو ہمارا رب ہے۔ اور جب کہا جائے لَمْ یَقُمْ زَیْدٌ تو جواب میں بَلیٰ کہنے کا مطلب یہ ہوگا کہ زید کھڑا ہوا۔

حرف اِیْ:۔

استفہام کے بعد اثبات کے لئے آتا ہے اور اس کے ساتھ قسم ضروری ہے۔ جیسے کہا جائے هَلْ کَانَ کَذَا تو جواب میں کہا جائے گا اِیْ وَاللّٰہِ (ہاں اللہ کی قسم)

یہ تینوں حروف خبر کی تصدیق کے لئے آتے ہیں جیسے کہا جائے جَاءَ زَیْدٌ۔ تو جواب میں اَجَلْ یا جَیْرِ یا اِنَّ کہنے کا مقصد یہ ہوگا کہ اس خبر میں تمہاری تصدیق کرتا ہوں۔

☆☆☆

سوالات

(۱) حروف کی کل کتنی اقسام ہیں اُن کی تعداد اور نام لکھیں؟

(۲) حرف مِن جارہ کن کن معانی کے لئے آتا ہے مع امثلہ تحریر کریں؟

(۳) رُبَّ کس مقصد کے لئے آتا ہے نیز اس سے متعلق قواعد کی وضاحت کیجئے؟

(۴) حروف مشبہ بالفعل کیا کیا ہیں۔ نیز اَنَّ اور اِنَّ کا استعمال کن کن مقامات پر ہوتا ہے وضاحت سے لکھیں؟

(۵) حروف عطف کی تعداد اور نام لکھیں اور ان میں سے صرف پانچ کے استعمال کی وضاحت کریں؟

(۶) اَم کی دو قسمیں ہیں ان کے نام بتائیں۔ نیز اُن کے استعمال کی وضاحت کریں؟

(۷) حروف تنبیہ کی تعریف کریں۔ ان کی تعداد اور نام بتائیں اور وضاحت کریں کہ تمام حروف تنبیہ کا استعمال ایک جیسا ہے یا کچھ فرق ہے! اگر ہے تو کیا؟

حروفِ زائدہ

حروفِ زائدہ درج ذیل سات حروف ہیں[1]

اِنْ، اَنْ ، مَا ، لَا ، مِنْ ، باء ، لَام

اِنْ (مکسورۃ الہمزہ) مَا نافیہ، مَا مصدریہ اور لَمَّا کے ساتھ زائد حروف کے طور پر آتا ہے۔

مثالیں

مَا اِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ (مَا نافیہ کے ساتھ)

اِنْتَظِرْ مَا اِنْ یَجْلِسُ الْاَمِیْرُ (مَا مصدریہ کے ساتھ)

لَمَّا اِنْ جَلَسْتَ جَلَسْتُ (لَمَّا کے ساتھ)

اَنْ:۔ (مفتوحۃ الہمزہ) لَمَّا کے ساتھ آتا ہے جیسے ارشادِ خداوندی ہے فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ۔

نیز لَوْ اور قسمِ مقدم کے درمیان آتا ہے جیسے وَاللّٰهِ اَنْ لَوْ قُمْتَ قُمْتُ۔

---

[1] مطلب یہ ہے کہ جب بھی کلام میں کوئی زائد حرف آنا ہو تو ان حروف سے آتے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ یہ ہمیشہ زائد ہوتے ہیں۔

مَا ،اِذَا، مَتٰی، اَیُّ، اَنّٰی، اَیْنَ اور اِنْ کے ساتھ آتا ہے بشرطیکہ یہ کلمات شرط کے لئے آئیں۔ جیسے اِذَا مَا صُمْتَ صُمْتُ وغیرہ۔

نیز مَا بعض حروف جر کے بعد بھی زائد حرف کے طور پر آتا ہے۔

جیسے:۔ (۱) فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ (الآیۃ)

(۲) وَعَمَّا قَلِیْلٍ لَّیُصْبِحُنَّ نٰدِمِیْنَ۔

(۳) مِمَّا خَطِیْٓئٰتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا۔ (الآیۃ)

(۴) زَیْدٌ صَدِیْقِیْ کَمَا اَنَّ عَمْرًوا اَخِیْ۔

حرف لَا:۔

نفی کے بعد واؤ کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے مَا جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَّ لَا عَمْرٌو۔

اَنْ مصدریہ کے بعد آتا ہے۔ جیسے ارشادِ خداوندی مَا مَنَعَکَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ۔

قسم سے پہلے آتا ہے جیسے ارشادِ خداوندی لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔

نوٹ:۔ حرف مِنْ ، باء اور لام کا تفصیلی ذکر حروف جر کے باب میں ہو چکا ہے۔

حروفِ تفسیر:۔

حروف تفسیر دو ہیں اَیْ۔ اَنْ۔

ارشادِ خداوندی ہے: وَاسْئَلِ الْقَرْیَةَ ای اَهْلَ الْقَرْیَةِ ۔ گویا حرف اَیْ کے ساتھ قریہ کی تفسیر کی گئی کہ اس سے اہلِ قریہ مراد ہیں۔

نوٹ:۔ اَنْ کے ساتھ اس فعل کی تفسیر کی جاتی ہے جو قول کے معنی میں ہو جیسے نَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰاِبْرٰهِیْمُ ۔ (یہاں ندا قول کے معنی میں ہے)۔ یہ کہنا صحیح نہیں "قُلْتُ لَهٗ اَنِ اکْتُبْ" کیونکہ یہاں لفظ قول ہے اس کا معنی نہیں۔

حروف مصدریہ

وہ حروف جو فعل کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں انہیں مصدریہ کہتے ہیں۔ حروف مصدریہ تین ہیں: ما، اَنْ اور اَنَّ۔ ان میں سے ما (مَا اور اَنْ) جملہ فعلیہ کے لئے آتے ہیں۔ جیسے ارشادِ خداوندی ہے: وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ۔ مَا رَحُبَتْ (رُحْبٌ) مصدر کے معنی میں ہے۔

اَنْ کی مثال ارشادِ خداوندی ہے: فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا۔ قَوْلٌ مصدر کے معنی میں ہے۔

اَنَّ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اس کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے عَلِمْتُ اَنَّكَ قَائِمٌ۔ یعنی عَلِمْتُ قِيَامَكَ (قیام مصدر ہے)۔

حروف تحضیض

کسی کام پر برانگیختہ کرنے اور ترغیب دینے کے لئے جو حروف استعمال ہوتے ہیں انہیں حروف تحضیض کہا جاتا ہے اور یہ چار ہیں:۔ هَلَّا، اَلَّا، لَوْلَا اور لَوْمَا۔

یہ حروف کلام کے شروع میں آتے ہیں۔ اگر مضارع پر داخل ہوں تو ترغیب دینے کے لئے آتے ہیں۔

جیسے هَلَّا تَاْكُلُ: تُو کیوں نہیں کھاتا۔

اور اگر ماضی پر داخل ہوں تو اظہار ندامت اور شرمندہ کرنے کے لئے آتے ہیں جیسے هَلَّا صَلَّيْتَ (شرم کر) تُو نے نماز کیوں نہیں پڑھی۔ گویا جو کام نہیں کر سکا اس کی ترغیب مقصود ہے کہ آئندہ کرنا چاہئے۔

حروف تحضیض صرف فعل پر داخل ہوتے ہیں اور اگر ان کے بعد اسم واقع ہو تو اس سے پہلے فعل پوشیدہ ہوگا جیسے کوئی شخص کسی قوم کو مارے تو اسے کہا جائے هَلَّا زَيْدًا۔ یعنی هَلَّا ضَرَبْتَ زَيْدًا (تُو نے زید کو کیوں مارا)۔

نوٹ:۔ حروفِ تحضیض مرکب ہیں اور ان کا دوسرا جزء حرفِ نفی ہے۔ نیز پہلا جزء حرفِ شرط یا حرفِ استفہام یا حرفِ مصدر ہے۔ مثلاً۔

حرفِ استفہام ھَلْ اور حرفِ نفی لَا سے مرکب ہے

اَلَّا:۔ حرفِ مصدر (اَنْ) اور حرفِ نفی (لَا) سے مرکب ہے۔

لَوْلَا:۔ حرفِ شرط (لَوْ) اور حرفِ نفی (لَا) سے مرکب ہے۔

(لَوْمَا):۔ حرفِ شرط (لَوْ) اور حرفِ نفی (مَا) سے مرکب ہے۔

نیز (لَوْلَا) پہلے جملے کے وجود کے سبب دوسرے جملے کی نفی کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسے لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ۔ (اگر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جاتے) لیکن چونکہ حضرت علی المرتضٰی تھے لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہلاک نہیں ہوئے[1] ایسی صورت میں لَوْلَا دو جملوں کا محتاج ہوتا ہے جن میں سے پہلا جملہ ہمیشہ اسمیہ ہوتا ہے۔

حرفِ توقع

حرفِ توقع قَدْ ہے یہ ماضی پر داخل ہو، تو دو معنوں کے لئے آتا ہے۔

(۱) ماضی کو حال کے قریب کرتا ہے جیسے (قَدْ رَكِبَ الْاَمِيْرُ) امیر تھوڑی دیر پہلے سوار ہوا۔ اس لئے اسے حرفِ تقریب بھی کہتے ہیں اور اس مفہوم کے لئے اس کا ماضی پر داخل ہونا ضروری ہے۔

(۲) وقوع سے متعلق سوال کیا جائے تو اُس کے جواب میں ماضی کے ساتھ قَدْ تاکید کے لئے آتا ہے جیسے کوئی شخص پوچھے هَلْ قَامَ زَيْدٌ تو جواب میں کہا جاتا ہے۔ قَدْ قَامَ زَيْدٌ۔ اگر حروف قَدْ مضارع پر داخل ہو تو بھی دو معنوں کے لئے آتا ہے۔

(۱) تقلیل:۔ جیسے اِنَّ الْكَذُوْبَ قَدْ يَصْدُقُ (زیادہ جھوٹا شخص بہت کم سچ بولتا ہے) اِنَّ الْجَوَادَ قَدْ يَبْخَلُ (سخی آدمی بہت کم بخل کرتا ہے)۔

[1] کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک زانیہ حاملہ عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگرچہ عورت نے گناہ کیا ہے لیکن بچہ قصوروار نہیں ہے۔ اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات فرمائی تھی۔

(۲) بعض اوقات حرف قد مضارع پر تحقیق کے لیے آتا ہے جیسے قَدْ یَعْلَمُ اللّٰہُ الْمُعَوِّقِیْنَ (بے شک اللہ تعالیٰ روکنے والوں کو جانتا ہے)۔

نوٹ: حرف قد اور فعل کے درمیان قسم کے علاوہ فصل نہ ہو جیسے قد واللہ احسنت۔

اور بعض اوقات کسی قرینہ کی بنا پر حرف قد کے بعد آنے والے فعل کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے۔ جیسے شاعر کا قول ہے[1]

اَفِدَ التَّرَحُّلُ غَیْرَ اَنَّ رِکَابَنَا

لَمَّا تَزُلْ بِرِحَالِنَا وَکَاَنْ قَدِنْ۔

یہاں حرف قد کے بعد زالت فعل محذوف ہے۔ یعنی کَاَنْ قَدْ زَالَتْ

حروفِ استفہام

حروفِ استفہام وہ ہیں جو کسی چیز کے بارے میں سوال کے لیے آتے ہیں۔ یہ دو حروف ہیں: (۱) ھمزہ (۲) ھَلْ۔

جیسے: اَزَیْدٌ قَائِمٌ (جملہ اسمیہ)

ھَلْ قَامَ زَیْدٌ (جملہ فعلیہ)

البتہ یہ حروف جملہ فعلیہ پر اکثر داخل ہوتے ہیں کیونکہ اسم کی نسبت فعل کے بارے میں سوال زیادہ مناسب ہے[2]

نوٹ: بعض جگہ استفہام کے لئے ہمزہ آتا ہے ھَلْ نہیں آتا۔ وہ درج ذیل چار مقامات ہیں۔

(۱) فعل کی موجودگی میں اسم پر ہمزہ آسکتا ہے ھَلْ نہیں آتا جیسے اَزَیْدًا ضَرَبْتَ۔

(۲) استفہامِ انکاری کے موقعہ پر ہمزہ آتا ہے ھَلْ نہیں آتا جیسے اَتَضْرِبُ زَیْدًا وَھُوَ اَخُوْکَ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تو زید کو نہ مار کیونکہ وہ تیرا بھائی ہے۔

---

[1] کوچ کرنے کا وقت قریب آگیا لیکن ہمارے اونٹ جن پر ہم سفر کر رہے ہیں ہمارے کجاووں کو لے کر نہیں چلے۔ گویا عنقریب جب ہم سفر کا ارادہ کریں گے وہ بھی کوچ کریں گے۔

[2] کیونکہ اسم کے بارے میں سوال بھی درحقیقت اس کے کسی فعل سے متعلق ہی ہوتا ہے۔

(۳) اَم متصلہ کے ساتھ بھی ہمزہ ہی مستعمل ہوتا ہے جیسے اَزَیْدٌ عِنْدَكَ اَمْ عَمْرٌو۔

(۴) حرف عطف پر بھی استفہام کے لئے ہمزہ آتا ہے ھَلْ نہیں آتا جیسے اَوَمَنْ كَانَ ۔ اَفَمَنْ كَانَ وغیرہ۔

حروف شرط

حروف شرط تین ہیں: (۱) اِنْ (۲) لَوْ (۳) اَمَّا۔

حروف شرط دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں۔ چاہے دونوں اسمیہ ہوں یا فعلیہ، یا ایک اسمیہ اور دوسرا فعلیہ ہو۔

حرف اِنْ:۔

مستقبل کے لئے آتا ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہو جیسے اِنْ زُرْتَنِیْ اَكْرَمْتُكَ۔

حرف لَوْ:۔

ماضی کے لئے آتا ہے اگرچہ مضارع پر داخل ہو جیسے لَوْ تَزُوْرَنِیْ اَكْرَمْتُكَ۔

ان دونوں کے ساتھ فعل کا لفظاً یا تقدیراً آنا ضروری ہے۔ مندرجہ بالا مثالیں لفظی فعل کی مثالیں ہیں۔

تقدیری فعل کی مثال یہ ہے: اِنْ اَنْتَ زَائِرِیْ فَاُكْرِمُكَ۔ یعنی اِنْ كُنْتَ زَائِرِیْ الخ۔ یہاں كُنْتَ فعل کو حذف کرنے کی وجہ سے ضمیر متصل منفصل ہو گئی۔

نوٹ:

حرف اِنْ مشکوک امور میں استعمال ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اٰتِیْكَ اِنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ کہنا صحیح نہیں بلکہ یہاں اٰتِیْكَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ کہنا صحیح ہے۔

حرف لو پہلے جملے کی نفی کے سبب دوسرے جملے کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے ارشاد خداوندی ہے:۔

لَوْ كَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔ (الآیۃ)۔

(اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی اور خدا ہوتا تو ان (زمین و آسمان کا نظام بگڑ جاتا۔ لیکن چونکہ زمین و آسمان میں دو خدا نہیں اس لئے ان میں بگاڑ پیدا نہیں ہوا)۔ اگر کلام کے شروع میں حرف شرط سے پہلے قسم آئے تو حرف شرط کے مدخول کا فعل ماضی ہونا ضروری ہے لفظاً ہو یا معنیً۔

جیسے:۔ وَاللّٰهِ اِنْ اَتَيْتَنِيْ لَاَكْرَمْتُكَ (لفظی ماضی کی مثال)۔

وَاللّٰهِ اِنْ لَمْ تَاْتِنِيْ لَاَهْجُرَنَّكَ (معنوی ماضی کی مثال)۔

نوٹ:۔ مندرجہ بالا صورت میں دوسرا جملہ لفظاً جوابِ قسم ہوتا ہے جزا نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کے شروع میں اُن کلمات کا آنا ضروری ہے جو جواب قسم کے شروع میں آتے ہیں مثلاً لام وغیرہ۔

اگر قسم کلام کے درمیان میں آئے تو دوسرے جملے کو جوابِ قسم مان کر اس کے شروع میں لام کا لانا بھی جائز ہے اور قسم کو لغو قرار دے کر دوسرے جملہ کو شرط کی جزا قرار دینا بھی صحیح ہے۔

مثلاً: (پہلی صورت) اِنْ تَاْتِنِيْ وَاللّٰهِ لَاٰتِيَنَّكَ۔

(دوسری صورت) اِنْ تَاْتِنِيْ وَاللّٰهِ اٰتِيْكَ۔

اَمَّا:۔ حرف شرط اَمَّا مجمل کی تفصیل بیان کرنے کے لئے آتا ہے جیسے اَلنَّاسُ شَقِيٌّ وَّ سَعِيْدٌ مجمل ہے اور اس کی تفصیل یوں ہے۔ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ وَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ اَمَّا کے جواب میں فاء کا آنا لازمی ہے۔ نیز پہلا جملہ دوسرے کے لئے سبب بنتا ہے، جیسے سعادتمندی جنت میں جانے کا سبب ہے۔

اَمَّا کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے تاکہ معلوم ہو کہ مقصود اس اسم کا حکم بیان کرنا ہے جو اَمَّا کے بعد ہے۔ جیسے اَمَّا زَيْدٌ فَمُنْطَلِقٌ۔ یہاں (يَكُنْ) فعل کو حذف کیا

گیا۔ یعنی مہما یکن من شیء فزیدٌ منطلقٌ ۔ یہاں فعل اور جار مجرور کو حذف کر دیا اور فزیدٌ منطلقٌ باقی رہ گیا۔ چونکہ فائے جزاء پر حرف شرط کا داخل ہونا مناسب نہ تھا لہٰذا فاء کو دوسرے جزء کی طرف منتقل کر دیا۔ اور پہلے جزء زیدٌ کو امّا اور فاء کے درمیان فعل محذوف کے عوض میں رکھا گیا۔

نوٹ:۔

اگر امّا کا مدخول اسم ابتدا کی صلاحیت رکھتا ہو تو اسے مبتدا قرار دیا جائے گا۔ جیسے مذکورہ بالا مثال میں ہے۔

اور اگر ابتدا کی صلاحیت نہ رکھتا ہو مثلاً ظرف ہو تو فاء کا مابعد اس کا عامل ہوگا۔ جیسے امّا یوم الجمعۃ فزیدٌ منطلقٌ ۔ یہاں منطلقٌ عامل ہے اور یومَ الجمعۃِ اس کا ظرف معمول ہے۔

حرف ردع

رَدْعٌ کا لغوی معنی روکنا ہے۔ حرف ردع کَلَّا ہے۔ یہ حرف، متکلم کو گفتگو سے روکنے کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ جیسے ارشادِ خداوندی ہے۔

رَبِّیْ اَھَانَنِ کَلَّا۔ یعنی یہ کلام نہ کر بات یوں نہیں ہے۔

حرف ردع خبر کے بعد آتا ہے جیسے مذکورہ بالا مثال میں ہے۔ اور بعض اوقات یہ امر کے بعد بھی آتا ہے جیسے کسی سے کہا جائے اِضْرِبْ زَیْدًا تو وہ کہے کَلَّا (ہرگز نہیں) یعنی مجھے یہ حکم نہ دو۔

کَلَّا، حَقًّا کے معنی میں آتا ہے۔ یعنی جملے کے معنی کو ثابت کرتا ہے۔ جیسے ارشادِ خداوندی ہے:

کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۔ (یقیناً عنقریب تم جان جاؤ گے) اس صورت میں یہ مبنی ہوتا ہے کیونکہ کَلَّا حرف کے مشابہ ہوتا ہے۔ بعض نحویوں کے نزدیک اس صورت میں بھی کَلَّا حرف ہی ہوتا ہے جیسے اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ہے اور تحقیق جملہ کے لئے آتا ہے۔

تائے ساکنہ

یہ تاء فعل ماضی کے ساتھ ملی ہوتی ہے اور فاعل کے مونث ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ جیسے ضَرَبَتْ هِنْدٌ۔

اگر تائے ساکن سے حرف ساکن مل جائے تو تاء کو کسرہ دیتے ہیں کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب ساکن کو حرکت دینا مقصود ہو تو کسرہ دیا جاتا ہے جیسے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ۔

جب تائے ساکنہ کو حرکت دی جائے تو محذوف کو واپس لانا ضروری نہیں کیونکہ یہ حرکت عارضی ہے اور اسے التقائے ساکنین سے بچنے کے لئے لایا گیا ہے۔ جیسے رَمَتْ سے گرا ہوا الف رَمَتِ الْمَرْءَۃُ میں واپس نہیں آئے گا۔

نوٹ:۔

تثنیہ مونث کے صیغے میں محذوف الف کو واپس لاکر اَلْمَرءَتَانِ رَمَاتَا پڑھنا ضعیف لغت ہے۔ نیز فاعلِ ظاہر کی صورت میں فعل کے ساتھ تثنیہ اور جمع کے علامات کو فعل سے ملا کر قَامَا الزیدان اور قاموا الزیدون پڑھنا ضعیف ہے۔ اس کے باوجود اگر ان علامات کو فعل سے ملا دیا جائے تو یہ علاماتِ فاعلِ ہونگی ضمیریں نہیں ہونگی تاکہ اضمار قبل الذکر لازم نہ آئے۔

تنوین

تنوین وہ ساکن نون ہے جو کلمہ کے آخر میں حرکت کے بعد آتا ہے اور یہ فعل پر داخل نہیں ہوتا۔

تنوین کی اقسام:۔

تنوین کی پانچ اقسام ہیں۔

(۱) تنوینِ تمکن:۔ یہ تنوین اسم کے منصرف ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ یعنی یہ اسم، اسمیت کے تقاضے میں راسخ ہے اور اِعرابی حرکات کو قبول کرتا ہے۔ جیسے زَیْدٌ۔

(۲) تنوینِ تنکیر:۔ وہ تنوین ہے جو اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ جیسے صَہٍ مطلق خاموش کرنے کے لیے آتا ہے اور صَـــهْ سکون کے ساتھ، فی الحال خاموش کرانے کے لئے مستعمل ہے۔

(۳) تنوینِ عوض:۔ وہ تنوین جو مضاف الیہ کے بدلے میں آتی ہے جیسے حِیْنَئِذٍ۔ (حِیْنَ اِذْ کَانَ کَذَا) یہاں تنوین کَانَ کَذَا کے عوض میں ہے۔ یَوْمَئِذٍ، سَاعَتَئِذٍ وغیرہ میں بھی اسی طرح ہے۔

(۴) تنوینِ مقابلہ:۔ وہ تنوین جو کسی حرف کے مقابلے میں ہو۔ جیسے مُسْلِمَاتٌ (جمع مونث سالم) کی تنوین۔ مُسْلِمُوْنَ (جمع مذکر سالم) کے نون کے مقابلے میں ہے۔

نوٹ:۔ مندرجہ بالا چاروں قسموں کی تنوین اسم کے ساتھ خاص ہے۔

(۵) تنوینِ ترنم:۔ وہ تنوین جو کسی حرف کے آخر میں ترنم کے لئے آتی ہے۔ جیسے شاعر کا قول ہے۔

اَقِلِّـي اللَّـوْمَ عَـاذِلَ وَالْـعِتَـابَنْ
وَقُـوْلِـيْ اِنْ اَصَبْـتُ لَـقَـدْ اَصَـابَنْ [1]

یہاں شعری ضرورت کے تحت العتاب کو العتابن اور اَصَابَ کو الاصابن پڑھا۔

[1] اے عاذل! مجھ پر عتاب اور علامت کم کر۔ اور اگر میں درست کام کروں تو کہو کہ اُس نے ٹھیک کیا۔

نوٹ:۔

جب لفظ ابن کسی عَلَم کی صفت واقع ہو اور وہ علم کسی دوسرے عَلَم کی طرف مضاف ہو تو پہلے عَلَم سے تنوین کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے جَاءَ نِیُ زَیْدُ بْنُ عَمْرٍو۔

نونِ تاکید

وہ نون ہے جو امر اور مضارع کی تاکید کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے حرف قَدْ ماضی کی تاکید کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

نون تاکید کی قسمیں:۔ (۱) نون ثقیلہ (۲) نون خفیفہ۔

نون ثقیلہ مشدد ہوتا ہے جبکہ نون خفیفہ ساکن ہوتا ہے۔

نون ثقیلہ کے قواعد

نون ثقیلہ سے پہلے الف نہ ہو تو وہ مفتوح ہوتا ہے جیسے اِضْرِبَنَّ، اِضْرِبُنَّ، اِضْرِبِنَّ۔

نون ثقیلہ سے پہلے الف ہو تو وہ مکسور ہوتا ہے۔ جیسے اِضْرِبَانِّ، اِضْرِبْنَانِّ۔

امر، نہی، استفہام، تمنی اور عرض کے آخر میں نون ثقیلہ کا لانا جائز ہے کیونکہ ان تمام میں طلب کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔

مثالیں

امر: اِضْرِبَنَّ نہی: لَا تَضْرِبَنَّ استفہام: هَلْ تَضْرِبَنَّ

تمنی: لَیْتَكَ تَضْرِبَنَّ عرض: اَلَا تَنْزِلَنَّ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا۔

جواب قسم مثبت ہو تو اسم پر نون تاکید کا داخل ہونا واجب ہے تاکہ جوابِ قسم کے آغاز کی طرح اس کا آخری بھی مؤکد ہو جیسے وَاللّٰهِ لَاَ فْعَلَنَّ كَذَا۔

جمع مذکر کے صیغے میں نون تاکید کا ماقبل مضموم ہوتا ہے تاکہ واو محذوفہ پر دلالت کرے۔ جیسے اِضْرِبُنَّ۔

واحد مونث حاضر کے صیغے میں نون تاکید کا ماقبل مکسور ہوتا ہے تاکہ یائے محذوفہ پر دلالت کرے۔ جیسے اِضْرِبِنَّ۔

باقی صیغوں میں نون ثقیلہ کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے۔ جیسے اِضْرِبَنَّ وغیرہ۔

نوٹ:۔

واحد کے صیغے میں نون تاکید کا ماقبل اس لئے مفتوح ہوتا ہے کہ مضموم ہونے کی صورت میں جمع مذکر کے ساتھ اور کسرہ دینے کی صورت میں واحد مؤنث حاضر کے صیغوں سے التباس لازم آتا ہے۔

تثنیہ اور جمع مونث کے صیغوں میں نون تاکید (ثقیلہ) کے ماقبل کو اس لئے فتح دیا جاتا ہے کہ اس کے ماقبل الف ہوتا ہے۔

جمع مؤنث کے صیغے میں نون ثقیلہ سے پہلے الف فاصل کا اضافہ کیا جاتا ہے تاکہ تین نون جمع نہ ہو جائیں (یعنی تاکید کے دو اور ضمیر کا ایک نون) تثنیہ (مذکر ہو یا مونث) اور جمع مؤنث کے صیغوں کے آخر میں نون خفیفہ نہیں آتا کیونکہ اگر نون کو حرکت دیں تو وہ خفیفہ نہیں رہتا اور ساکن رکھیں تو التقائے ساکنین علی غیر حدہ[1] لازم آتا ہے اور یہ جائز نہیں۔

---

[1] التقائے ساکنین کی دو قسمیں ہیں نمبر۱ علیٰ حدہ نمبر۲ علیٰ غیر حدہ۔ التقائے ساکنین علیٰ حدہ یہ ہے کہ پہلا ساکن مدہ ہو۔ دوسرا مدغم ہو اور دونوں ایک ہی کلمہ میں ہوں التقائے ساکنین علیٰ غیر حدہ یہ ہے جس میں مذکورہ بالا شرائط نہ پائے جائیں۔ التقائے ساکنین علیٰ حدہ جائز ہے جبکہ علیٰ غیر حدہ ناجائز ہے۔

سوالات

(۱) حروف زائدہ کون کون سے ہیں نیز ان کے زائد ہونے کا کیا مطلب ہے؟

(۲) حروف مصدر کون کونسے ہیں اور انہیں حروف مصدر کیوں کہتے ہیں؟

(۳) (وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ) میں حرف مصدر اور فعل کے مجموعہ کو مصدر میں بدلیں؟

(۴) قَدْ حرف توقع: ماضی پر داخل ہو تو کس معنی کے لئے آتا ہے اور مضارع پر کس مقصد کے لئے داخل ہوتا ہے؟

(۵) حرف شرط اِنْ کا استعمال وضاحت سے تحریر کریں؟

(۶) کَلَّا حروف کی کونسی قسم ہے اور یہ کن کن معانی کے لئے آتا ہے؟

(۷) نون تنوین کی اقسام مع امثلہ تحریر کریں؟

(۸) نون تاکید کی کون کونسی اقسام ہیں۔ بعض صیغوں میں نون خفیفہ نہیں آتا کیا وجہ ہے؟

☆☆☆